رسالہ الوہیم کے شایع ہونے مین بہت دیر ہوئی یہ کتاب
۱۸۹۴ء کے شروع مین تیار ہو چکی تھی اور مین اسکے چھپانیکا بندوبست
کر ہی رہا تھا کہ میرے کرم فرما مسٹر عبدیاہ آتھم کا ایک مراسلہ مجھکو وصول
ہوا جو اسی بحث مین تھا۔ مین نے اپنے رسالہ مین اسکی بھی رعایت
رکھی ہے۔ ۱۸۹۴ء کے وسط مین مجھکو ایک نیا رسالہ رموز العالمین
وصول ہوا اس مین مختصراً یہ بھی دکھلایا گیا ہے کہ تثلیثی ایمان کو بیبل
مقدس سے کیا تعلق ہے۔ مین نے اس خاص بحث کو بھی اقتباس
کرکے اپنے رسالہ مین معہ جواب کے داخل کر دیا۔ مگر بعد مین جو ۹ ماہ
کی تاخیر ہوئی اسکے ذمہ وار مطبع والے ہین پس اب یہ رسالہ دیر آید
درست آید کا مصداق ہوکر زیادہ مکمل حالت مین پبلک کے سامنے حاضر ہوتا ہے

ہمنے اپنے رسالون الوہیت مسیح و تثلیث کی تنقیح اور تائید التنقیح میں اس امر کو ثابت کر دکھایا کہ الوہیت مسیح یا تثلیث یعنی کثرت فی الوحدت کے مسایل کو انجیل میں کوئی جگہہ نہیں انجیل وحدت الہی مندرجہ توریت و کتب سابقہ پر صاد کرتی ہے کہنے کو یہ مسائل انجیل ہی سے نکالے جاتے ہیں اور انجیل ہی کی روشنی سے پُرانے عہدنامہ کی بعض آیتون کی موافق تثلیث تعبیر کیجاتی ہے کیونکہ پرانے عہدنامہ کی نسبت تو صرف یہی دعویٰ ہے کہ اوسمین اشارۃً و کنایتہً نہ صراحتاً و وضاحتاً یہ تعلیم دی گئی ہے پس جب ہم انجیل کی بنا پر واضح ابطال ان مسائل کا کر چکے تو اب پُرانے عہدہ نامہ کے مضمون کو اس نئی طرح سے حل کرنے کی

چونکہ اس چھوٹے رسالہ مین خاصکر مسیحی فاضل مسٹر عبد یاہ آتھم صاحب کے خیالات کی تنقید کی گئی ہے اور دراصل اس رسالہ کی تکمیل بھی ماہ ستمبر ۱۸۹۴ء کے مبارک ایام مین ہوئی۔

مین رسالہ ہذا کو اُس خوشی کی یادگار سے ممنون کرتا ہون جو بتاریخ ۶۔ستمبر ۱۸۹۴ء

مرزا غلام قادر قادیانی کی پیشگوئی کے باطل ثابت ہونے پر ہوئی جو اُنہون نے جنگ مقدس مین۔

مسٹر عبد یاہ آتھم صاحب کی وفات کے بارے مین کی تھی خدا آتھم صاحب کی عمر دراز کرے کہ اونکو کافی موقع اس بحث کی تردید یا تسلیم کا ملے

راقم

اکبر مسیح بانذہ ۸، ماہ اگست ۱۸۹۵ء

باب اول

لفظ الوہیم کی تحقیق

(۱) تثلیثی دعوے اس لفظ کی نسبت تثلیثی دعوی کو پادری کیلب صاحب یون بیان فرماتے ہین "موسیٰ کی پہلی کتاب کے پہلے باب کی پہلی آیت کے شروع جملہ مین یون آیا ہے جسکا لفظی ترجمہ یہ ہے۔ کہ شروع مین پیدا کیا خداؤن نے آسمانون کو اور زمین کو۔ اب غور کی جا ہے کہ یہان شروع ہی مین خدا کا نام جمع مین ملتا ہے کیونکہ قاعدے کی رو سے الوہیم کا مفرد الوہ ہے علاوہ اسکے جو فعل اس فقرے مین پایا جاتا ہے۔ سو ہی اصل مین مفرد ہے جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ذات احدیت کثرت فی الوحدت اور وحدت فی الکثرت پر موقوف ہے" رسالہ در باب تثلیث صـ ۲۲

پادری صاحب کی بحث اسم جمع الوہیم اور فعل واحد بارا پر مبنی ہے جس سے پہلا خیال دل مین یہ آتا ہے کہ اگر یہ رعایت کثرت فی الوحدت کی تھی تو ہر جگہہ یہ قاعدہ ملحوظ رکھنا چاہیئے تھا کیونکہ تثلیث ازل سے ابد تک موجود ہے۔ کوئی وقت نہین جب خدا تثلیث ہو پس چاہیئے کہ خدا کا ہر نام واسم اشارہ وضمیر بصیغہ جمع ہو۔ اور اوسکے لئے افعال ہمیشہ بصیغہ واحد ہون ورنہ یہ قاعدہ کس کام کا ۔ اگر یہ قاعدہ کلیہ ہوا۔ اور یہ قاعدہ

کوئی سبیل باقی نرہی لہذا اوسپر کوئی بحث کسی منطقی ضرورت سے نہین تھی
مگر ہمارے معزز تثلیثی علما بعض آیات عہد عتیق مین ایسی مشکلات پیدا کرتے
ہین اور اون مشکلات کا حل مسئلہ کثرت فی الوحدت مین ڈہونڈہتے ہین
ہمارا فرض ہے کہ ہم اون مشکلات کو حل کرین اور جو لوگ شک مین ہون انکو
اُس سے نکالین اور خیال کثرت کو جو در اصل کتب مقدمہ کی ضد مین ہے
اونکے ذہن سے دور کرین۔

بعض تثلیثی علما خدا کے عبرانی نام الوهیم کو جو بصیغہ جمع ہے
اور جسکے لیے اکثر ضمائر و افعال وصفات بصیغہ واحد وارد ہوے ہین اور
اور نیز بعض ضمائر جمع مثل هم اور همارے کو بہ ثبوت مسئلہ کثرت فی الوحدت
پیش کرتے ہین اس دلیل کو مسٹر عبدیاہ ۲ کنم صاحب رجو اسطرف
میری خاص توجہ طلب فرماتے ہین[1] اور نیز پادری کیلب صاحب
و پادری ٹامس صاحب بہت کام مین لائے ہین ہم اس رسالہ مین دکھلائینگے
کہ انکی بحث اس خاص امر مین کیسی ضعیف و سست ہے

---

[1] دیکھو ضمیمہ اول رسالہ ہذا۔

جمع کے صیغہ کا اظہار کرتی ہون" اور پھر انسے بھی وہی نتیجہ نکالتے ہین کہ۔ اُن چند حوالون سے یہ اظہر من الشمس ہے کہ خداتعالیٰ کا نام کثرت فی الوحدت پر دلالت کرتا ہے" صفحہ ۳۶ پادری صاحب کی اس منطق کا سقم بالبداہت عیان ہے کہ اِدہر تو اسم جمع اور فعل واحد کے اجتماع کو دیکھکر جمع سے کثرت و واحد سے وحدت نکال کر کثرت فی الوحدت کو اخذ کرین اودہر اسم جمع و فعل جمع کے اجتماع سے بھی وہی نتیجہ نکالین اور نہ دیکھین کہ اگر وہان فعل واحد وحدت پر دال تھا تو یہان فعل جمع کثرت پر دال ہوگا ضرور اگر آپ کے مقدمات درست ہین تو دو مین سے ایک نتیجہ باطل ہے یعنی اگر اسم جمع فعل واحد سے ملکر کثرت فی الوحدت پر دال ہوگا تو ضرور اسم جمع فعل جمع سے ملکر کثرت مطلق منافی کثرت فی الوحدت و نیز وحدت مطلق ثابت کرے گا اور ماننا پڑے گا کہ توریت باوجود تکرار تعلیم وحدت مطلق کے کسی مقام پر تو وحدت فی الکثرت کی اور کسی مقام پر کثرت مطلق کی تعلیم دیتی ہے اور یہ باطل ہے لہذا حقیقت یہ معلوم ہوتی ہے کہ ہر دو جگہہ وحدت مطلق ثابت ہے جو تعلیم عام توریت شریف کی ہے۔

(۲) **توحیدی دعوے** ۔ اب ہم بتاے دیتے ہین کہ کیون الفاظ کی ترتیب اسطرح واقع ہوئی اور کہ یہ کوئی چیستان نہین ہے ہم تسلیم کرتے ہین کہ الوہیم اسم خدا بصیغہ جمع ہے اور الوہ اسکا مفرد ہے۔ ہم یہ بھی تسلیم کرتے ہین کہ یہ الوہیم بعض اوقات افعال و ضمائر جمع سے مگر عموماً افعال و ضمائر واحد سے

کلیتہً نہین - اسلیئے یہ بحث باطل ہوئی اور معلوم ہوا کہ یہ محاورہ برعایت تثلیث پیدا نہین ہوا -

فرض کرو کہ دراصل اسم جمع سے کثرت اور اوسکے لیئے فعل واحد کے آنے سے وحدت مستنبط ہوتی ہے تو اگر برخلاف اسکے کہین ہم اسم جمع کو معہ فعل جمع پا جاوین تو پہر کثرت مطلق ثابت ہونا چاہیئے نہ کہ کثرت فی الوحدت اور اسماء جمع معہ افعال جمع خدا کے لیئے توریت مین موجود ہین (پیدایش ۲/۱۳ ۳۵/۷ اور نیز ۲ سموئیل ۷/۲۳) اسلیئے یہ بحث بھی باطل ہوئی اور معلوم ہوا کہ اسم جمع معہ فعل واحد کثرت فی الوحدت ثابت کرسکے ورنہ اسم جمع معہ فعل جمع کثرت مطلق ثابت کرکے منافی وحدت مطلق ہوتے ہین - کیونکہ تعلیم عام عہد عتیق یہی ہے کہ خدا واحد ہے

مگر پادری کیلب صاحب کی بحث عجیب وغریب ہے - اودہر تو اس سے تعلیم کثرت فی الوحدت اخذ کررہے ہین کہ اسم جمع کے لیئے فعل واحد آیا اور ادہر اسکی عین ضد یعنی اجتماع اسم جمع وفعل جمع سے بھی بعینہٖ یہی نتیجہ نکالتے ہین - اور اوسکی مثالین دیکر فرماتے ہین کہ -

"اب ملحوظ خاطر رہے کہ ان کل مذکورات الصدر حوالون مین فعل اپنے فاعل یعنی الوہیم کی ساتھہ صیغہ جمع مین پایا جاتا ہے جو ذات مغیب مین کثرت یعنی ہیولہ ثلثیۃ الاحدی پر دلالت کرتا ہے" ص ۳۵ - پہر آپ توریت سے ایسی مثالین بھی پیش کرتی ہین "جن مین کہ صفات اپنے اسم یعنی الوہیم کے ساتھہ

دراصل گھڑیالون جمع ہے جسکے لئے صفت و نیز فعل واحد ہے یہ مثالین بجنسہ
مساوی اسم جمع الوہیم کے ہین جسکے ساتھ پیدا کیا فعل واحد لاے پر کسی کو کیا
خبر ہوسکتی ہے کہ اسم جمع سے گھڑیال مین کثرت آقانیم اور فعل واحد سے کثرت
فی الوحدت ثابت ہے اسی طرح باب ۱۲- آیت ۲۹ مین ہے - اوسکا مالک
بھی مارا جاوے لفظ مالک بصیغہ جمع مالکون ہے فعل اوسکا مارا جاوے واحد
ہے مگر مالکون جمع تعظیمہ مالک کا ہے گو ظاہراً جمع ہے پر شخص واحد کیلئے
بولا گیا ہے - اسی طرح اسباب کی آیت ۴ مین اگر اوسکے آقا نے اوسکا
بیاہ کر دیا ہے آقا بصیغہ جمع آقاؤن ہے جسکے لئے فعل واحد آیا ہے عبرانی
کے موافق اسم و فعل کی ترتیب گویا ایسی ہے اگر اوسکے آقاوت اوسکا
بیاہ کر دے - جو ہماری زبان مین ناجائز ہے مگر پرانے عہدنامہ مین ایسی
بہت مثالین موجود ہین -

(۳) اُلوہیم تثلیث کا نام نہین - مگر اس تثلیثی بحث کا صرف کوئی
ایک پہلو مخدوش نہین - بلکہ ہر پہلو ایسا ہی ضعیف ہے - پادری صاحب
خدا کی اسماء جمع سے کثرت فی الوحدت نکالتے ہین اور کہتے ہین کہ خدا ے تعالی
کے ان نامون مین وحدت فی التثلیث و تثلیث فی التوحید پائی جاتی ہے " صفحہ ۴۲
کلمہ ہم عبرانی مین صرف نشان جمع کا ہے نہ کہ تعظیم کا بھی الوہیم مین بوجہ تثلیث
فی التوحید کے یہ کلمہ آیا ہے " نکات اسلام احمدیہ ص ۵۶ اب اگر خدا کو یہ اسم

ملحق کیا گیا ہے۔ اور بیبل کی زبان عبرانی کے قاعدہ کے مطابق ہے جس مین
بعض اسمار باعتبار بزرگی و تعظیم و تفخیم کی بصیغہ جمع بھی بولے جاتے ہین۔
جیسے کہ باعتبار تعظیم ہم اپنی زبان مین شخص واحد کو بجاے۔ **تو** کے تم و آپ
اور بجاے **بیٹا** کے **بیٹے** کہتے ہین۔ اور پھر اُسی واحد شخص کے لئے
باعتبار رعایت لفظی فعل و صفت جمع لاتے ہین اور کہتے ہین "آپ اونکے
بڑے بیٹے ہین" بجاے "تو اسکا بڑا بیٹا ہے" یہ اوس زبان کا محاورہ ہے جسکی اور
زبانون مین بھی تشبیہہ و نظیر ملتی ہے فرق صرف یہ ہے کہ اوس زبان مین جب
ایک اسم کو اسطرح جمع بنا لیا تو افعال و صفات وغیرہ اوسکے لئے دو طرح آتے
ہین کبھی باعتبار لفظ اور کبھی باعتبار معنی یعنی اسم جمع کے لئے کبھی افعال و صفات
جمع مین بلحاظ لفظ لاتے ہین اور کبھی اوس اسم جمع کے لئے افعال و صفات
واحد باعتبار معنی اسم جمع کے لاتے ہین کیونکہ گو ظاہراً تو اسم جمع مین ہے مگر
حقیقتاً وہ شخص واحد کے لئے ہے چنانچہ اسم جمع کے ساتھ فعل واحد کا آنا
کچھہ لفظ **الوھیم** ہی کے لئے مخصوص نہین بلکہ اور اسما کے لئے بھی اس
قاعدہ کی پابندی کی گئی ہے اسی کتاب پیدایش کی باب ۳۹ آیت ۳ مین جو
لکھا ہے اور اوسکے آقا نے دیکھا کہ خداوند اسکے ساتھ ہے اصل مین اسکے
۲ آقاؤن نے دیکھا ہے یعنی آقاؤن جمع کے ساتھ دیکھا فعل واحد آیا اور خیل

۲۹/۳ مین بڑا گھڑیال جو اپنے ندیون کے بیچ مین لیٹ رہتا ہے

(۴) **الوہیم کیسی جمع ہے**۔ اوپر بتلایا گیا کہ مسٹر عبداللہ آتھم صاحب کہتے ہین کہ "عبرانی مین کلمہ یم صرف نشان جمع کا ہے نہ کہ تعظیم کا بھی" تو اب یہ اونکے ذمہ رہا کہ بتلاوین کہ پھر کیون شخص واحد موسیٰ کو الوہیم کہا کیون فقط اقنوم واحد باپ کو یا فقط بیٹے کو (اگر وہ حوالہ درست ہو) الوہیم کہا کیون واحد فرشتہ کو الوہیم کہا حال مین مسٹر آتھم صاحب سے بحوالہ پادری عبداللہ صاحب یہ فرمایا ہے کہ عبرانی مین کسی قسم کی اسم مین جمع تعظیمہ کبھی نہین آئی "بحث توحید وتثلیث صفحہ ۸" پھر وہ بتاوین کہ آقا کو آقاؤن اور گھڑیال کو گھڑیالون کیون کہا جسکا ذکر ہم ص مین کر آئے۔ اور سنئے ایوب کی کتاب باب ۴۰۔ آیت ۱۵ الخ مین بہیموت کا ذکر آیا۔ یہ بہیموت جمع ہے اسکا مفرد بہیما بمعنی جانور ہے۔ مگر اسکو بصیغہ جمع بلحاظ تفخیم کے بیان کیا۔ کیونکہ کوئی خاص نام اسکا عبرانی مین نہین تھا اور پھر اسکے لئے واحد فعل وضمیر کو لاے ایک جگہہ نہین کئی جگہہ اور دیکھئے فرعون کو وفوطیفار کو اور یوسف کو بھی بصیغہ جمع خداوندون کہا ہے شاہ مصر کا ساقی ونان پز اپنے خداوند (خداوندون) شاہ مصر کے مجرم ہوئے پیدایش ۴۰/۱ فوطیفار کو جہان بار بار آقا لکھا ہے دراصل وہان اصل مین آقاون ہے باب ۳۹-۲-۲-۲۰- وہ شخص جو اوس ملک کا مالک (مالکون) ہے ہمسے سختی سے بولا باب ۴۲-آیت ۳۰ و ۳۳ پر بھی کہا جاتا ہے کہ عبرانی مین کسی قسم کی اسم مین جمع تعظیمیہ کبھی نہین آسکتے ضرور آئی ہے کتاب امثال سلیمان باب اول آیت ۲۰

جمع اسلیئے دیا گیا کہ اوسکی ذات واحد مین تین آقانیم یعنی تثلیث ہے۔ تو یہ جمع
در اصل نہ جمع تعداد یہ ہے نہ تعظیمہ بلکہ جمع تثلیثیہ ہے پس اگر تین آقانیم یعنی تثلیث
کو یہ نام زیب دیتا ہے تو ضرور کسی ایک اقنوم کو جو تین اقنوم یعنی تثلیث نہین
بلکہ صرف اقنوم واحد ہے یہ نام ہرگز زیب نہین دیتا۔ مگر ہم دکھاتے ہین کہ یہ نام
مجرد ایک اقنوم کو بھی جس مین کوئی اقنوم نہین ہے دیا گیا ہے۔ جس سے ثابت
ہوتا ہے کہ الوہیم اسم جمع کا استعمال خداے واحد کے لئے باعتبار کثرت آقانیم
نہین آیا۔ ورنہ صرف اقنوم واحد کو الوہیم نہ کہتے زبور ۴۵: ۷ خدا باپ کو جو اقنوم
واحد ہے۔ نہ کہ تثلیث کو الوہیم کہا اسلیئے الوہیم تیرے الوہیم نے تجھے تیرے
شریکون سے زیادہ ممسوح کیا اور اگر تثلیثون کی بحث درست ہو (مگر ہم اسے نادرست
سمجھتے ہین صرف اہل تثلیثون[1] کے مقابل پیش کرتے ہین جو اوسکے قائل ہین) تو
اس آیت مین ای الوہیم تیرا تخت ابد تک ہے اگر الوہیم بیٹے کو کہا اور بیٹا باعتقاد
تمہارے شخص واحد ہے نہ مجموعہ آقانیم ثلثہ تو شخص واحد کے لئے الوہیم جمع کا استعمال
ہونا دکھلا رہا ہے کہ وہ باعتبار کثرت اقانیم فی الوحدت نہین استعمال ہوا نہ یہان نہ وہان۔
کیونکہ اگر الوہیم تثلیث کو کہتے ہین۔ تو پھر الوہیم باپ یا بیٹے کو علحدہ علحدہ کیونکر کہ سکتے
ہین اسی طرح موسیٰ کو جو ایک ذات اور ایک شخص تھا الوہیم کہا ہے خروج ۴: ۱۶
و ۷: ۱ گئو سالہ کو الوہیم کہا خروج ۳۲: ۴ و نحمیا ۹: ۱۸ ایک فرشتے کو بھی کہا قاضی ۱۳: ۲۲

[1] دیکھو رسالہ تنقیح صفحہ ۱۰۵-۱۱۰ و تائید التنقیح صفحہ ۶۹-۸۶

ترجمہ کیا تو کیا اس سے یہ نہین ثابت ہوتا کہ وہ اوسکو واحد ہی سمجھتے تھے اور اونہین کبھی خیال نہ آیا کہ الوہیم بلحاظ کثرت کے ہے۔

(۳) کیون یہودیون نے جو اپنی زبان سے واقفیت تامہ رکھتے تھے اس مسئلہ کثرت فی الوحدت کو قبول نہ کیا اور کیون انبیاء بنی اسرائیل نے جو صاحب الہام تھے اور جو نوشتون کو سمجھتے تھے اس مسئلہ پر زور نہ دیا اور اوسکی کوئی توضیح نہ کی حتےٰ کہ کبھی لفظ الوہیم کے چیستان کو حل نہ کیا۔

(۴) اور آپ یہ بھی بتا دیں کہ قدماے کلیسا نے جو زبان عبرانی کے زمانہ عروج کے قریب تر تھے اس محاورہ کو کیون نہ سمجھا کیون اونہون نے اوسکا مفہوم نہ سمجھا کیا وہ قواعد عبرانی سے کمتر واقف تھے یا وہ اپکے نزدیک حمایت تثلیث مین آپ سے کم سرگرم تھے حق یون ہے کہ پیٹر ساکن علبی ڈیے جو بارہوین صدی عیسوی کا ایک کم علم مصنف گذرا پہلا شخص تھا جس نے اس دلیل کو ایجاد کیا اور ایک غیر کتابی مسئلہ کے لئے ایک کتابی بہانہ پیدا کیا جس سے معلوم ہوا کہ یہی دریافت زبان عبرانی کے گرامر کی اوسی زمانہ تاریک مین قبول کی جا سکتی تھی جبکہ علم کا دور مٹ گیا تھا اور عبرانی جاننے والے معدودے چند رہ گئے تھے۔

(۶) **الوہیم جمع تعظیمیہ**۔ مسٹر آتھم صاحب اون لوگون کا قول قبول نہین کرتے جو الوہیم کو جمع تعظیمہ قرار دیتے ہین اور فرماتے ہین کہ جو

مین ہے دانائی سڑک پر ہو کر بلاتی ہے۔ لفظ دانائی جسکے لئے افعال وغیرہ
بصیغہ واحد آئے ہین اصل مین بصیغہ جمع دانائیون ہے چنانچہ آتھورائزڈ ورشن
انگریزی مین لفظ دانائی پر یہ حاشیہ دیا ہوا ہے "عبرانی دانائیون ہے بمعنی عمدہ
دانائی" دیکھئے اسم واحد کو تعظیماً بصیغہ جمع لکھا مگر پھر بھی کہا جاتا ہے کہ عبرانی مین
کسی قسم کے اسم مین جمع تعظیمیہ کبھی نہین آئی آگے ہم کسی بڑے عبرانی صرفی و
نحوی کو بھی پیش کر دینگے کہ عبرانی مین جمع تعظیمیہ ضرور آتی ہے۔

(۵) الوہیم جمع تثلیثہ نہین۔ اب اگر بالفرض محال یہ تسلیم کرلین کہ در
اصل الوہیم اسم جمع برعایت تثلیث یا کثرت فی الوحدت استعمال کیا گیا اور ایسا
قاعدہ عبرانی زبان مین محض اسی اظہار کثرت کی اظہار کے لئے وضع کیا گیا تو
یہ ثابت ہوگا کہ یہ کوئی معما نہین ہے بلکہ واضح تعلیم کثرت ہے جو توریت کی
پہلی ہی فقرے مین موجود ہے اور اس خیال پر یہ مشکلات در پیش آتے ہین
جو دفع نہین ہوسکتین۔

(۱) پھر یہ قاعدہ ہر زبان مین جس مین عبرانی کا ترجمہ ہوا کیون رائج نکیا گیا
خدا کو خداؤن کہا کرین اور اوسکے لئے فعل واحد لادین۔

(۲) سپٹواجنٹ کے ترجمہ والے تو عبرانی دان تھے اونہون نے کیون
اسم الوہیم کو بصیغہ واحد ہی سمجھا اور پھر جیروم نے کیون اوسکو واحد گردانا اگر
دراصل یہ کثرت پر دال تھا اب آپ بتادین کہ اگر مترجمین نے الوہیم کو بصیغۂ واحد

جس ایک نام مین ہر شے جو کبھی الہی کہی گئی یا کہی جا سکتی ہے ایک خاص نام بن گیا جس سے عہد گی کی ساتھہ توحیدی زمانہ شروع کیا گیا یہ تصور تو جمع کا تھا مگر مفہوم واحد تھا یہوواہ تمام الوہیم ہوا اسلیئے کوئی دوسرا خدا نرہا سامی توحید زمان بیشتر ستی مین ہر الہی تصور کو ایل خدا کہتے تھے اور کثرت آلہہ کا مذہب جاری ہوا تو جب توحید کا مسئلہ رائج ہوا تو توحیدیون نے جنکا خدا تمام خوبیهاے کا مجموعہ تھا جو خوبیان متفرق دیوی دیوتاؤن مین تقسیم کردی گئی تھین ادن کو جمع کر کے اپنے خدا کا نام الوہیم جمع بنا لیا مگر اس جمع کو ادنھون نے ہمیشہ بصیغہ واحد استعمال کیا یعنی الوہیم بظاہر تو جمع ہے مگر حقیقت مین واحد ہے کیونکہ شخص واحد کے لیئے بولا جاتا ہے لہذا بجز چند شاذ مقامات کے عموماً یہ قاعدہ ہو گیا کہ الوہیم کے ساتھہ فعل وغیرہ بصیغہ واحد بولا گیا اور یہ اس غرض سے کہ اسم جمع کا مفہوم واحد ظاہر و باہر ہو جاوے اور کسی کو شبہہ کثرت کا نرہے۔

(۷) علمار تثلیثی کی راے موید توحید محققین تثلیثی علمار کی اس الوہیم والی بحث کا ضعف اور اوسکی بے ثباتی ظاہر ہو گئی - کیونکہ دراصل یہ بحث محض بوجہ ضعف شہادت کتابی موید مسئلہ تثلیث کے ایجاد کرنا پڑی کسی عبرانی نے تو آجتک اس الوہیم سے تثلیث کا مسئلہ اخذ نہین کیا اب بعض نامور تثلیثی علما عبرانی دان کا فیصلہ اس بحث کی استقامت پر سنیئے -

لوگ الوہیم کو بجائے جمع تعدادیہ کی جمع تعظیمیہ قرار دیتے ہین یہ بھول جاتے ہین کہ اسمائے خاص مین تعظیم و تذلیل کبھی اور کہین مربوط نہین ہوئی ایل اسم واحد خاص خدائے تعالیٰ کا ہے اور اوسکی جمع الوہیم ہے بحث ما بین توحیدیہ و تثلیثیہ ص ایل کو اسم خاص تصور کرنا خطا ہے - ایل اسم نکرہ ہے اُسکے معنی قوی مضبوط ہین . . . عبرانی مین یہ اسے عام یعنی قوی یا بہادر کے معنون مین خدا کے لیے بھی آیا ہے پروفیسر میکش صلی مسیح عمانوئیل ص ۲۶ و ۲۷ پس ایل معرفہ نہین یہ اس سے بھی ثابت ہے کہ اوسکی جمع کیجاتی ہے اسم نکرہ کی جمع ہوتی ہے معرفہ کی نہین چنانچہ اس لفظ کا استعمال عام ہے خاص خدا کے لئے مخصوص نہین دیکھو رسالہ تنقیح ص پس اسم عام مین تعظیم و تذلیل ضرور مربوط ہے + لہذا الوہیم کبھی تو جمع تعدادیہ ہوتا ہے اور کبھی جمع تعظیمیہ - پروفیسر میکس ملر فرماتے ہین کہ چاہیے اون الوہیم کے نام جنکو ابراہیم کے خاندان کے بیشمار جدّ پوجتے تھے کچھ ہی کیون نہ ہون ابراہیم نے یہ دیکھا کہ اون تمام الوہیم سے مقصود خدا تھا اور اسطرح یہ الوہیم

+ قرآن نے وحدت الہی کی موسوی تعلیم کو پوری طرح اختیار کر کے جا بجا جمع تعظیمیہ کا استعمال بھی کیا ہی سورہ واقعہ مین کئی مقامون پر اسم نکرہ کی جمع تعظیمی کی لفظی رعایت آئی ہے جیسے ام نحن الخالقون ہم ہین پیدا کرنے والے جسکا مفہوم اس سے زیادہ نہین کہ مین ہون پیدا کرنے والا گو ہم بھی جمع ہے اور پیدا کرنے والے بھی -

چارلس رونرن جنکس - اپنی تفسیر مین کہتے ہین کہ الوہیم جو جمع ہے اسم الوہ کی جب ایک سچے خدا کے حق مین آتا ہے اوسکو مصنفان عہد عتیق بمعنی واحد لیتے ہین - کیونکہ زبان عبرانی کی یہ خصوصیت ہے کہ ہر واحد شئے کے لئے خواہ وہ مذکر ہو یا مونث جب وہ عظیم اور نفیس ہو صیغہ جمع کا لایا جاتا ہے۔

اسی طرح جان ماسکیلس صاحب اپنی عبرانی لغت مین فرماتے ہین کہ مین سمجھتا ہون کہ اسم الوہیم جو عموماً افعال وصفات واحد کے ساتھ ملحق کیا جاتا ہے جمع تعظیمیہ ہے اور مین اس سے منکر ہون کہ یہ کسی طور سے بھی اسرار تثلیث کی طرف اشارہ کرتا ہے اگر یہ لفظ پاک تثلیث پر دلالت کرتا تو اس سے یہ مستنبط ہوگا کہ وہ مسئلہ بوجہ روزمرہ استعمال زبان کے نئے عہدنامہ کی بہ نسبت پرانے عہدنامہ مین بہت ہی زیادہ آشکارہ تھا" پروفیسر ولسن اپنی گرامر مین فرماتے ہین کہ "وہ الفاظ جو دبدبہ شوکت وحشمت ظاہر کرتے ہین عموماً بصیغہ جمع لائے جاتے ہین" - پروفیسر اسٹوارٹ کی گرامر مین یہ مرقوم ہے کہ "بغرض تاکید عبرانی لوگ بہت سے الفاظ کو جو بمعنی خدا و خداوند وغیرہ تھے بصیغہ جمع مگر بمعنی واحد استعمال کرتے تھے یہ جمع جمع تعظیمیہ کہلاتی ہے" حال کے مشہور مفسر تثلیثی ڈاکٹر مارکس ڈڈ اپنی تفسیر پیدائش آیت اول مین لکھتے ہین - "لفظ خدا الوہیم گو بصیغہ جمع ہے ہمراہ فعل واحد کے آیا ہے

کاڈینل کیجیٹن معروف فقیہ رومن کیتھولک اپنی تفسیر مین اقرار کرتا ہے "نہ بوجہ کسی اسرار اشخاص الٰہی کے بلکہ اسوجہ سے موسی اس اسم کو فعل پیدا کیا بصیغہ واحد سے ملحق کرتا ہے کہ الوہیم کا مفہوم واحد ہے"۔

شہرۂ آفاق کارڈینل بلبوماین کہتا ہے کہ "یہ ثبوت مسئلہ تثلیث بہت لوگ یہ کہتے ہین کہ نوشتہ مین اسم خدا بصیغہ جمع کو فعل واحد سے ملایا ہے جیسے بار الوہیم مگر مین اس دلیل کو مضبوط نہین سمجھتا کیونکہ محاورہ کتاب مشہور اشخاص کے لئے اسمار بصیغہ جمع آتے ہین گو کہ فعل اونکے لئے واحد ہی ہوتا ہے اس محاورہ کی کچھ تقلید ہم اہل اطالیہ بھی کرتے ہین جب معزز اشخاص کو ہم بجاے تو کہ تم کہکر خطاب کرتے ہین" کارڈینل صاحب ۴۔ دلائل سے اپنے قول کی تائید و قول مخالف کی تردید فرماتے ہین۔

پروٹسٹنٹ مصلحین مین سے جان کالون جو توحیدیون کا دشمن جانی اور اونکے سرغنہ عالم بےمثل و فرشتہ سیرت مائکل سروٹیس کا قاتل تھا اس دلیل کے ضعف کو یون آشکار کرتا ہے کہ "موسیٰ نے جو الوہیم اسم صیغہ جمع کو استعمال کیا اس سے ذات الٰہی مین آقانیم ثلثہ کا اخذ کرنا عام ہے۔ لیکن یہ ثبوت ایسی اہم مسئلہ کا میری راے مین کسی طرح سے مضبوط نہین اسلئے مین اس لفظ پر زور نہ دونگا بلکہ برخلاف اسکے اس قسم کی اینچ کھینچ کے تاویلات سے اپنے ناظرین کو متنبہ کردونگا"۔

ہندی علما یوروپی علما کی تقلید مین اوس وسواسی خیال کی حمایت کو ترک کردین
اور مسئلہ تثلیث کے لیے کوئی اور پاے چوبین ایجاد کرین۔

اب اے ناظرین اسیر غور کرو کہ یہ تمہارے علمار تثلیثی کے اقوال ہین
اونکے جو خود اس دین تثلیث کی حامی و مددگار ہین۔ اونکے نزدیک یہ
مسئلہ تثلیث بیشک کتاب مقدس مین موجود ہے۔ مگر جب اس دلیل پر غور
کرتے ہین تو اوسکی بے ثباتی خود اونپر بالبداہت منکشف ہو جاتی ہے پھر
جب تثلیثون کی نظرون مین یہ آپ کے برہان قاطع ایسے ہیچ و پوچ کھلائی
دیتی ہے تو کیا تم کسی طرح امید کر سکتے ہو کہ تمہارے مخالف کی نظر مین یہ آپکے
دلیل جچیگی اور اگر خود تمہارے ہم ایمان اس مین تثلیث و کثرت فی الوحدت
نہین نکال سکتے اور بتلا دیتے ہین کہ نہین نکل سکتی تو تم اوسی ترک فعل کیوجہ
سے بھلا کیونکر ہمکو الزام دے سکو گے۔ بلکہ تمکو تو ہمارے اس الزام کے لئے
تیار ہو جانا چاہئے کہ تم خود اپنی بے لبسی کی عینک سے اس آیت کو دیکھے ہو
ورنہ کیا وجہ کہ جب کیجیٹن و بلرمائن سے کارڈنل اور کالون اور مائیکلیس سے
علمار نامدار اور ولسن اور اسٹوارٹ سے پروفیسر اور روزن ملر اور ڈاڈرج سے
مفسرین ہمارے حق مین شہادت مخالف ادا کرین اور ہماری دلیل پر صاد
کرین تو تم وہی کہتے جاو جو کہتے رہے ہو۔

(۸) قطعی دلیل کتابی اب ہم آپ کو ایک مختصر سی دلیل اس بات کی

نہ تو اسلیئے کہ وہ کثرت اقانیم پر شامل ہے اور نہ اسلیے کہ یہ لفظی یادگار معلوم پرستش کثرت اسد کارہ گیا ہے یہ محض جمع تعظیمہ ہے (جیسے پادشاہون کا ہم وغیرہ) یا شاید زیادہ صحت سے جمع مقدار یہ (جیسے آسمانون وسمندرون) جو مظہر بے انتہا بزرگی خدا کا ہے"۔

یہ کہنا بیجا نہین کہ عام تثلیثی قیاس اس آیت پر اس درجہ پایہ تحقیق سے گرا ہوا ہے اوسکا منطق ایسا ضعیف و بے بنیاد ہے کہ زمانہ حال کے علما تثلیثی نے اس کل بحث کو رکیک سمجھ لیا ہے اور اونکو اوسکے دلیل مین پیش کرنے سے خود شرم آتی ہے بلکہ یہ کہنا حق ہے کہ کسی عالم نے اس روشنی کے زمانہ مین سنجیدگی کے ساتھ اسپر استدلال کرنے کی جرأت نہین کی چنانچہ ڈاکٹر ولیم اسمتھ کی تاریخ عہد عتیق مین یون وارد ہوا ہے"الوہیم کا صیغہ جمع بڑی بحثین اوٹھا چکا ہے وہ سوا سی قیاس کہ وہ ذات الٰہی کے اقانیم ثلثہ کی طرف اشارہ کرتا ہے اب تو علما کے درمیان کوئی حامی پاتا نہین۔ یا تو وہ جیسا کہ نحویون کا قول ہے جمع تعظیمیہ ہے۔ یا وہ الٰہی قدرت کی کالیت یعنی اون قدرتون کے مجموعہ کو ظاہر کرتا ہے جو خدا نے دکھلائین۔ لفظ ایل کے معنی قدرت کے ہین اور یہ مختصر لفظ بہادر یا زور آور شخص مثل بنوخد نصر (حزقیل ۳۱:۱۱) کے لئے استعمال ہوا ہے اور یہ مفہوم اسکا خود بخود قدرت کے معنی سے پیدا ہوتا ہے" کتاب اول باب اول حواشی پس کیا ابھی وقت نہین آیا کہ ہمار

(۱) تثلیثی تاویل مہمل۔ پس تثلیثی بہائیون کے خیال کے مطابق گویا تثلیث کی تینون آقانیم باہم ایک دوسرے کو مخاطب کرکے یون کہتے ہین کہ "دیکھو انسان نیک و بد کی پہچان مین ہم مین سے ایک اقنوم کی مانند ہو گیا" اور یہ خیال خود اونہین کے دائرہ تثلیثی مین بالکل باطل اور مہمل ہے اسپر ایک اعتراض تو یہ وارد ہوتا ہے کہ جب لفظ الوہیم جمع ہے اور تم اسکو تین آقانیم کے لئے موضوع سمجھتے ہو تو گویا تین آقانیم جنکو یہواہ الوہیم کہتے ہین ملکر بولے "دیکھو" یعنی الوہیم نے کسی غیر الوہیم کو خطاب کیا جو ان تینون آقانیم کی سواے ہین پس لفظ ہم مین علاوہ تینون آقانیم کے اور اشخاص بھی شریک ہو گئے جنکو الوہیم خطاب کرتا ہے اور یہ تمہارے دعوی کے خلاف ہے دوسرا اعتراض یہ وارد ہوتا ہے کہ جب تینون آقانیم خدا سمجھے جاتے ہین آپس مین ہر طرح برابر تو آدم کسی ایک اقنوم کی مانند کیون ہوا اگر ہوا تو تینون آقانیم کے مانند ہوا اور کہنا یون چاہیے تھا کہ "آدم ہم تینون کے مانند ہوا" تیسرا اعتراض یہ ہے کہ یہ بالکل غلط ہے آدم نیک و بد کی پہچان مین یہواہ الوہیم یا اسکی کسی اقنوم مفروضہ کی مانند ہرگز نہین ہوا۔ آدم مخلوق تھا۔ یہواہ الوہیم اور اوسکی آقانیم خالق۔ خالق کے علم اور مخلوق کے علم مین کوئی حقیقی مناسبت و مشابہت نہین ہو سکتی۔ پھر آدم نے نیک و بد کی پہچان بدیکا تجربہ اوٹھا کر کی یہ پہچان خدا کے لئے ناممکن ہے اسکی تقدس کی ضد ہے۔

دیئے دیتے ہین کہ الوہیم آقانیم ثلثہ کی نسبت نہین بلکہ اقنوم واحد ہی کے نسبت بولا گیا ہے اس دلیل کے لئے نہ آپ لغت عبرانی دیکھنے جاوین اور نہ تفاسیر کا مطالعہ کرین صرف توریت کھول کر استثنا ۶ کو دیکھین اوسمین لکھا ہے سن لے اے اسرائیل یہوواہ ہمارا الوہیم اکیلا یہوواہ ہے اکیلے یعنی واحد مطلق کو الوہیم کہا اگر تثلیث کا لحاظ ہوتا تو یون کہتے "یہوواہ ہمارا الوہیم تینکیلا یہوواہ ہے"۔

باب دوم

ہم مین سے ایک

اسم جمع پر تو بحث ہو چکی اب ضمیر جمع پر بھی بحث ہونا چاہیئے اور ہم دیکھینگے آیا اوس سے کسی طرح مسئلہ کثرت فی الوحدت کو مدد پہونچ سکتی ہے مسٹر عبداللہ آتھم صاحب فرماتے ہین باب (۳) آیت (۲۲) کتاب پیدایش مین لکھا ہے کہ "یہواہ الوہیم نے کہا کہ دیکھو انسان نیک و بد کی پہچان مین ہم مین سے ایک کے مانند ہو گیا اسمین کثرت فی الوحدت ایسی عیان ہے کہ مخالف اسکا بجز بطلان کے اور طرح محال ہے" بحث توحید یہ و تثلیثیہ ص۔ ایسا ہی کیلب صاحب فرماتے ہین کہ۔ "ہم کا لفظ احدیت مین کثرت پیدا کرتا ہے" ۴۲ص

مانند ہو گیا۔

یہوا الوہیم نے کہا خود کو خود تو مخاطب نہین کرتا یہواہ الوہیم نے کسی دوسرے سے کہا جو یہواہ سے غیر تہا جسنے کہا اوسنے یہ خطاب ہوا۔ دیکہو پس خطاب کرنے والا تو یہوا الوہیم ہے مگر جسنے خطاب کیا جاتا ہے وہ یہواہ نہین بلکہ یہواہ کے سوا ہے۔ اسوقت تک عہد عتیق نے ہم کو الوہیت کی آقانیم کے نام نہین بتایا ہے نہ انکے شمار گنا ہے نہ یہواہ کے مخاطب کوئی دوسرے یہواہ بتاے ہمکو صرف ایک ہی یہواہ الوہیم کی خبر ہے جو کسی کو مخاطب کرکے کہتا ہے "دیکہو"۔

(۴) فرشتے خدا کی صحبت ہمکو خدا کے کلام سے معلوم ہو چکا ہے کہ جب خدا نے زمین کے کونیکا پتہر بیٹہلایا سارے بنی اللہ خوشی سے للکارتے تہے۔ ایوب ۳۸ یہ بنی اللہ فرشتے ہین جو خدا کے ساتہہ تہے ان ہی سے خدا خطاب کرتا ہے اور آگے جو لفظ ہم آیا ہمین یہ فرشتے خدا کے ساتہہ شامل ہین اور یہ خدا کا رحم و محبت ہے کہ وہ اپنے مخلوقون کو اپنی صحبت و معیت مین قبول کرکے آپکو انکے ساتہہ ملاکر لفظ ہم بولنے مین تامل نہین کرتا یہ نہایت ہی اچہا خیال ہے کہ اسطرح کی صحبت و معیت سے خدا کی کسر شان ہوتی ہے بلکہ یہ تو عین اسکے شان کے شایان ہے کہ اوسکی شان جو کسی طرح گہٹ نہین سکتی اسکی مخلوق کی شان کو بڑہا دے۔

پس ان کتابی خیالات کے مطابق آیت کا مفہوم یہ ہوتا ہے یہوا الوہیم نے

(۲) جمع ھیم کثرت فی الوحدت پر دال نہین اب ہم یہ ثابت کرنا چاہتے ہین
کہ اس آیت مین ہم کا لفظ احدیت مین کثرت کو پیدا ہرگز نہین کرتا۔ کیونکہ اگر بالفرض
مان لین کہ ہم کثرت کے واسطے ہے تو مسئلہ تثلیث کو کیا فائدہ۔ کیونکہ ہم کا لفظ اگر
پیدا کرتا ہے تو کثرت کو نہ کہ تثلیث کو اور آپکو محض کثرت سے کام نہین بلکہ احدیت
مین کثرت سے غرض ہے پہر اگر ہم آپکی رعایت کرین اور یہ بھی مان لین کہ ہم واسطے
کثرت فی الوحدت کے ہے تو بھی آپکا کام نہین بنتا آپ کثرت فی الوحدت کے
محتاج نہین بلکہ تثلیث فی الوحدت کی محتاج ہین کیونکہ احدیت مین ۲ یا ۳ یا ۴
یا کوئی اور تعداد کی آقانیم ماننا صحیح ایمان تثلیثی نہین بلکہ صحیح ایمان تثلیثی کے مطابق
آقانیم کی تعداد نہ تین سے زیادہ ہے اور نہ تین سے کم اس ایمان کی روسے
چار آقانیم کا ماننے والا بھی بدعتی ہے اور دو یا ایک کا ماننے والا بھی اگر
خدا کی ذات احدیت مین کوئی بہید ہے تو وہ تثلیث فی الوحدت ہے نہ کہ کثرت
فی الوحدت پس اگر عہد عتیق مین اس بہید کا اشارہ کرنا ضرور تہا تو اوس
اشارہ کی یہ صورت جو بیان ہوئی بالکل بےمعنی بلکہ گمراہ کرنے والی تہی اس اشارہ
سے تو عدم اشارہ بہتر تہا دیکہو بہائیو تثلیث کے سلسلہ بحث کی ہر کڑی ٹوٹی
ہوئی ہے۔

(۳) الوہیم کسکو خطاب کرتا ہے ذرا آیت کے الفاظ پر لگاہ رکھو۔

الوہیم نے کہا کہ دیکہو انسان نیک و بد کی پہچان مین ہم مین سے ایک کی

جو مرجع اس ضمیر کا ٹھہرائی جاوین اول تو آیت ہی مین خطاب کرنیوالا الگ ہے اور
جسنے خطاب کیا جاتا ہے وہ الگ خطاب کرنے والا یہوا الوہیم ہے
جسنے خطاب کیا جاتا ہے وہ سوائے یہوا الوہیم کے کوئی ہین جنکو ہم فرشتے
کہہ رہے ہین مگر بہر حال وہ یہوا الوہیم خود نہین ہو سکتے۔ اور خطاب بھی
بہت ہی تاکیدی ہے دیکھو جس سے خطاب کرنے والے مین اور جسنے
خطاب کیا جاتا ہے اونکے درمیان غیریت کی صراحت ہوتی ہے جسکی
وجہ سے نہ تو مطلب مین خبط پیدا ہوتا ہے نہ کلام مبہم ٹھہرتا ہے بلکہ خبط پیدا
کرنے والی تثلیثی تفسیر ٹھہرتی ہے دوئم فرشتون کا خدا کی صحبت و معیت مین
ہونا ایک کتابی حقیقت ہے چنانچہ پیدایش ۲۸ / ۱۲ و ۱۳ مین یعقوب کے رویہ
کے بیان مین ایک سیڑہی کا ذکر ہے خدا کے فرشتے اوسپر سے چڑہتے اوترتے
ہین اور خداوند اوسکے اوپر کھڑا ہے اور ایوب ۱/ ۶ مین لکھا ہے کہ بنی اللہ
یعنی فرشتگان آئے کہ خداوند کے حضور حاضر ہون پس خدا کے ساتھ فرشتونکی
معیت سے انکار نہین ہو سکتا۔ لہذا اس آیت کا مفہوم اس سے بہتر کوئی نہین
کہ خدا نے اسنے خطاب کیا اور اونکو اپنے صحبت مین قبول کرکے اپنے اور
اونکے لئے لفظ ہم کا استعمال کیا اور پیدایش ۳/ ۲۲ و یشعیاہ ۶/ ۸ جنکا ذکر آگے
آویگا اوسی کی نظیرین ہین۔

(۲) توحیدی تفسیر پر دوسرا اعتراض دوسرا اعتراض ہماری

(فرشتون سے) کہا دیکھو (تم اے فرشتو) انسان نیک و بد کی پہچان مین ہم مین سے

ایک کی مانند ہوگیا۔

لیکن تثلیثی خیال کے مطابق آیت اسطرح پڑہی جاوے گی۔

یہواہ الوہیم نے (اپنے اقانیم ثلثہ سے جو ہر ایک یہواہ الوہیم خود تہا) کہا

کہ دیکھو (اے اقانیم الوہیت) انسان نیک و بد کی پہچان ہم (اقانیم الوہیت) مین

سے ایک (ایک اقنوم) کی مانند ہوگیا۔

پہلی تفسیر وہ ہے جسکو تمام توریت دان مسیح کے زمانہ تک مانتے آئے

ہین دوسری وہ ہے جو صرف تثلیثی بھائیون کے دماغ مین سمائی ہوئی ہے۔

کونسی تفسیر درست ہے اب پڑہنے والا خود غور کرے۔

(۵) توحیدی تفسیر پر پہلا اعتراض آتہم صاحب ہماری تفسیر پر اعتراض

فرماتے ہین جسکو اونہون نے اپنے خط مورخہ ۱۰ نومبر ۱۸۹۳ء[۱] مین مجھپر یون

ظاہر فرمایا ہے "بعض یہود نے جو اوسکی شرح یون کی کہ اسم ضمیر ہم مین ساتہہ

خدا کے فرشتے بھی شامل ہین نادرست مطلق ہے اول اسلئے کہ متن کلام کہین

آگے پیچھے اون فرشتون کو نہین دکہلاتا جو مرجع اس ضمیر کا ٹہرائے جائین اور

بدون نشان وہی اپنی مرجوع کی اسم ضمیر خبط پیدا کرتا ہے اور کلام کو مبہم ٹہراتا ہے"

جواب۔ اسکا یہ ہے کہ متن کلام آگے پیچھے اون فرشتون کو دکہلاتا ہے

[۱] دیکھو ضمیمہ اول۔

و بد کی پہچان مین ہم مین سے ایک کی مانند تہا" چنانچہ یہ ترجمہ پادری جان براون
صاحب کی The self Interpreting Family Bible
شرح بائبل کے حاشیہ پر دیا ہوا ہے۔ اور اس آیت کی تفسیر مین ڈاکٹر رابرٹ
جمیسن Critical Commentary, Vol. I
یون فرماتے ہین "یہ سخن جیسا عموماً خیال کیا جاتا ہے طنزاً نہین کہا گیا بلکہ
یہ غایت ترس کے کلمات ہین اور الفاظ کو اسطرح پڑھلانا چاہیئے "دیکھو (گناہ
سے) انسان کو جو ہم مین سے ایک کی مانند تہا کیا ہو گیا جو پہلے ہماری صورت پر
نیک و بد کی پہچان کے لئے بنایا گیا تھا اب اسکی کیسی افسوس ناک حالت
ہے"۔ پس یہان سے معلوم ہوا کہ مشابہت آدم کے کسبی علم کے لحاظ سے
نہین ہے بلکہ اس علم نیک و بد سے جو اسکو قبل خطا کرنے کے حالت معصومیت
مین حاصل تھا اور یہ علم نہ کسبی تھا نہ ازلی بلکہ وہی حادث و معصومیت
کا علم تھا جو فرشتون کو بھی حاصل ہے اور جسکے حاصل ہونیکے تمام یہودی قائل ہین
جیسا لکھا ہے بادشاہ نیکی و بدی کے امتیاز مین خدا کے فرشتے کی مانند ہے ۲ سمو
۱۴ | ۱۷ پس توحیدی تفسیر پر آپ کے دونون اعتراض بے بنیاد ہین۔

(۷) سر سید احمد کی تاویل پر آتہم صاحب فرماتے ہین۔

"سر سید احمد خان بہادر جو جملہ ممنوٗ کے معنی بجاے ہم مین سے کے اونمین
سے کرتے ہین اور جو مرجع اونکا ادم ہاے طبقہ ماقبل آدم معروف کو بتاتے

تفسیر پر آتہم صاحب کا یہ ہے۔

"دوئم وہ فرشتے مفروضہ علم بدیکا ازلی رکہتے ہین یا کسبی اگر وہ ازلی رکہتے ہین تو مخلوق کیونکر ٹہرے اگر کسبی تو صحبت اقدس الہی کے لایق کیونکر ٹہر سکے"

جواب۔ دراصل یہ اعتراض تثلیثی تفسیر پر بڑے زور کے ساتھ عاید ہوتا ہے آتہم صاحب نے غور نہین فرمایا جس سے ثابت ہے کہ آدم نیک و بد کی پہچان مین آقانیم الہی کی مانند ہرگز نہین بلکہ کسی اور ہستی کی مانند تہا کیونکہ آدم کو نیک و بد کی پہچان کا علم ازلی نہ تہا خدا کو ایسا علم ازلی ہے پس مشابہت کی وجہ زائل ہو جاتی ہے پہر آدم کو یہ علم کسبی بھی ہوا خدا کو یہ علم ممکن نہین وہ قدوس ہے یہان بھی وجہ مشابہت زایل ہوتی ہے مگر فرشتون کے علم کی نسبت ایسا کوئی اعتراض وارد نہین ہوتا فرشتون کا علم ازلی تو نہین مگر اسوجہ سے ضرور نہین کہ پہر کسبی ہی ہو کیونکہ فرشتون کا علم (باستثنائے نافرمان فرشتون کے) کسبی بھی نہین مگر ایسا بھی علم ہوسکتا ہے جو نہ کسبی ہو اور نہ ازلی وہ علم حادث ہو بلا ذاتی تجربہ کے اور ایسا ہی علم فرشتون کو نیکی و بدی کی پہچان کا ہے اور ایسا ہی آدم کو بھی قبل لغزش کے حاصل تہا اور وجہ مشابہت علم محدود و حادث بھی ہے اور یہ مشابہت مخلوق کو مخلوق کے ساتہہ حاصل ہے نہ مخلوق کو خالق کے ساتہہ آدم بھی مخلوق تہا فرشتے بھی۔

اس آیت کا دوسرا ترجمہ یون بھی کیا گیا ہے "دیکھو انسان کو جو نیک

وقت ہے تو یہ ہے آیا دراصل کا حرف ممنو کا ترجمہ ان مین سے ایک ہو سکتا ہے اگر ہو سکتا ہے تو تمام عقدے حل ہو جاتے ہین اگر نہین تو ہم مین سے ایک کو قبول کرنے مین تامل نہین ہو سکتا مگر اسکے ہر معنی جو قابل قبول ہو سکین اس معنی سے بہتر و معقول تر معلوم ہوتے ہین جسکو تثلیثی علما قبول کرنے کے لئے تیار ہین -

(۸) **خلاصہ دلیل توحید** دلیل ہماری یہ ہے کہ توریت مین کسی جگہہ ذات احدیت کے اقانیم بتلاے نہین گئے پس ہم کسی طرح آقانیم کے وجود کو قبول نہین کر سکتے پھر اس آیت مین مخاطب یہواہ الوہیم ہے کوئی ایک جز الوہیت کا یا کوئی اقنوم الگ ہو کر مخاطب نہین اور چونکہ پورا خدا مخاطب ہے وہ کسی دوسرے سے خطاب کر رہا ہے اور کلمہ خطاب دیکھو ہے جسنے خطاب کر رہا ہے وہ ہرگز خود اپنی ذات نہین بلکہ کوئی ذات ہے جو اوسکی ذات سے غیر ہے اور یہواہ الوہیم نہین - اسکے بعد وہ کلمہ **ھم** کا استعمال کرتا ہے جسمین خطاب کرنے والا اور جسنے خطاب کیا گیا دونون شامل ہین کلام خدا ہمکو بتلاتا ہے کہ فرشتگان خدا کی صحبت مین ہین اور اکثر اصطلاح خدا نے اونکو خطاب کیا ہے مثلاً آو **ھم** اوتریں بیدے ۱۱ مین کسکو بھیجون اور **ھماری** طرف سے کون جائیگا یسعیاہ پس ہم کلمہ ہم سے کثرت آقانیم الہیہ نہین نکال سکتے کلام خدا مانع ہے اگر کثرت ہے تو اشخاص کی کثرت ہے جسمین خدا اور فرشتگان داخل ہین -

ہین سو متن تو برکنار وہ کہین جیالوجی وکسی اور سائینس یا تواریخ مین بھی نہین دکہلا سکتے" مین ان ریبل سر سید کا وکیل تو نہین مگر اونکی اس راے کو آپکے اقوال سے مقابلہ کرکے قابل توجہ ضرور جانتا ہون۔ آپ نے بحث توحیدیہ وتثلیثہ مین فرمایا ہے کہ "جملہ کا حد ممنو کے معنی ان مین سے ایک بھی ہوسکتے ہین" اور کہ ہم تسلیم کرتے ہین کہ کلمہ ممنو کے معنی ہم مین سے اور اون مین سے ہر دو ہوسکتے ہین" ؎ پس اگر آیت کے معنی یہ ہوجاوین جیساکہ شاید سر سید قبول کرتے ہین اور آپ بھی تسلیم کرتے ہین کہ "انسان نیک و بد کی پہچان مین اون مین سے ایک کے مانند ہوگیا" تو گو سید صاحب نے اونکا مرجع ڈہونڈہنے مین غلطی کی ہو مین آپ کو اونکا مرجع ایسا بتادونگا کہ آپ کو وقت کوئی بھی باقی نرہیگی اونکا مرجع دراصل آدم ہاے طبقہ ماقبل آدم معروف نہین کیونکہ ایسے آدم ہاے کی خبر ہمکو نہین مگر ہان نافرمان فرشتون کا ایک گروہ موجود تہا جو تجربہ بدیکا کرکے مثل آدم کے نیک و بد پہچاننے والا ہوگیا تہا اور مثل آدم کے اپنی حالت معصومیت سے گرکے عاصی ہوچکا تہا شیطان شروع سے قاتل اور سچائی پر ثابت نرہا یوحنا ۸ ۴۴ خدا نے فرشتون کو جب اونہون نے گناہ کیا نچہوڑا ۲۔ پطرس ۲ ۴ فرشتون کو جو اپنی اگلی حالت مین نرہے بلکہ اپنی خاص مقام کو چہوڑ دیا اسنے سزا دی یہوداہ ۶

حقیقت مین کوئی وقت ان مین سے کا مرجع و ڈہونڈہنے مین نہین ہے

پید ۱/۱۱ مین کسکو بہیجون اور ہمارے طرف سے کون جاے گا یشعیا ۶/۸

(۱) **جمع بمعنی واحد** روے زمین کے کل زبانون مین قاعدہ ہے کہ واحد اپنے نسبت بصیغہ جمع بہی بول سکتا ہے شخص واحد بجاے مین اور میرے کے ہم اور ہمارے کہتا ہے خصوصًا حاکم و بادشاہ کا یہی محاورہ ہے خدا جو احکم الحاکمین ہے انسان کی بولی مین اپنے تئین ہم اور ہمارے کہتا ہے یہ محاورہ ایشیائی زبانون کا عام ہے بالخصوص سامی زبانون کا چنانچہ عربی جو عبرانی سے ملتی ہے اوس مین خدا کی نسبت بارہا ایسا کلمہ جمع کا آیا ہے قرآن پڑہنے والون کو معلوم ہے مثلاً "ہم ہی نے تمکو پیدا کیا" "ہم ہین بنانے والے" "ہم نے ٹہرا دیا تم مین مرنا" واقعہ ع جب ہمنے کہا فرشتون کو سجدہ کرو آدم کو" بقر ع ۴ اسی طرح ہم اور ہمارا بارہا خدا کے لئے آیا مگر قرآن کو کیا معلوم تہا کہ ایسے محاورہ سے کثرت فی الوحدت ثابت کیجا سکتی ہے ۔

مگر بائبل کا محاورہ دیکہہ لیجئے اوسمین بارہا شخص واحد اپنے لئے عام محاورہ کی روسے صیغہ جمع ضمیر کا بہی بولتا ہے "ہم تیرے لئے سونے کا طوق بناوینگے" غزل ۱/۱۱ "وہ عرضی جو تمنے ہمارے پاس بہیجی" عزرا ۴/۱۸ مسیح تو مجموعہ آقانیم نہ تہا وہ فرماتا ہے "مین تجہے سچ سچ کہتا ہون کہ جو ہم جانتے ہین کہتے ہین اور جسے ہم نے دیکہا ہے اوسپر گواہی دیتے ہین"

واضح ہو کہ تین ۳ آیات اور ہین کہ جن مین ضمیر جمع متکلم **ھم** سے ہمارے تثلیثی بہائی کثرت فی الوحدت نکالتے ہین۔ مگر وہ بہول جاتے ہین کہ اگر بالفرض محال ضمیر جمع سے کوئی کثرت ثابت ہو تو وہ کثرت مطلق ہوگی نہ کہ کثرت فی الوحدت اور اگر اون کی رعایت کرین اور دم بہر مان لین کہ اوس سے کثرت فی الوحدت ہی ثابت ہوتی ہے تو بہی تثلیث فی التوحید تو ثابت نہین ہوسکتی چاہیئے کہ آپ نہ کم نہ زیادہ ۳۔ آقانیم سے ذات وحدت مین ثابت کرین کیونکہ تمہارے نزدیک جیسا ذات الہی مین ۴ یا ۲ آقانیم ماننا کفر ہے ایسا ہی صرف دو یا ایک اقنوم ماننا کفر ہے پس ہم سے اگر آپ کی بحث مانی جاوے تو کثرت غیر محدود ثابت ہونا چاہیئے نہ کہ تثلیث بہر حال معلوم ہوا کہ تثلیثی بحث بے مصرف و فضول ہے وہ آیات یہ ہین جنہین پادری کیلب صاحب اپنے رسالہ کے ص ۲۶ و ۲۷ مین نقل کرتے ہین تب خدا نے کہا کہ ہم انسان کو اپنی صورت اور اپنی مانند بنا وین پید ۱/۲۶ آؤ ہم اوترین اور اونکی بولی مین اختلاف ڈالین

ویوپوچ بحث سے جو تائید تثلیث مین پیش کیجا یا کرتی ہین بہر حال یہ روشن ہے
کہ حامیان تثلیث کس تنگی مین گرفتار ہوگئے ہین کہ جسطرح ڈوبتا شخص تنکے کا سہارا
ڈہونڈہتا ہے اسی طرح یہ لوگ آیات کو جو کچہہ بھی تعلق بحث سے نہین رکہتے ہین
پیش کر کے اون مین نئے معنی ڈالنا چاہتے ہین مگر تمام کوششین ناکام ہوتی
ہین بہلا تمنے بھی کسی توحیدی کو آج تک دیکہا ہے کہ جسنے اپنے دعوی توحید مطلق
کی تائید مین کبھی اس قسم کے آیات پیش کئے ہون وہ تو ایسے آیات پیش کرتے
ہین کوئی خدا نہین مگر ایک ایک خدا ہے جو باپ ہے باپ اکیلا سچا خدا ہے کیا
میرے سوا کوئی خدا ہے یشعیا $\frac{44}{8}$ مین ہان مین ہی وہ ہون کوئی معبود میرے
ساتہہ نہین استثنا $\frac{32}{39}$ پھر بھی کہا جاتا ہے خدا باپ کے ساتہہ خدا بیٹا تھا اور
خدا روح القدس ہے اور خداوند یہوواہ کا کلام نہین سنتے کہ وہ کہہ رہا ہے
کوئی میرے ساتہہ نہین وہ صاف کہتا ہے خداوند خدا ایک خداوند ہے کوئی
خدا نہین مگر ایک وہ آپ کو ایک کہتا ہے ایک کی معنی لغت مین دیکہہ لو وہ نہین
بتلاتا کہ مین کوئی ایسا ایک ہون جو ایک بھی ہے اور تین بھی اگر خدا تثلیث تہا
اوسنے پہر کیون نہ کہا "مین تین ایک ہون" یا "ایک تین" بہلا کچہہ تو سوچو خدا نے
تمکو اپنی ذات کی نسبت کیون پیچیدگی وقت مین رکہا کہ تم نئے نئے الفاظ
و جملے تراشو کیون اسنے خود نہ کہدیا کہ مین واحد ہون مگر مجہہ مین تین آقانیم برابر ہین
دوسرا اقنوم پہلے سے مولود ہے اور تیسرا پہلے اور دوسرے سے مستخرج —

اور تم ہماری گواہی قبول نہین کرتے یوحنا ۳/۱۱ پولوس تو مجموعہ آقانیم نہ تھا

وہ کیون کہتا ہے اسواسطے ہم نے یعنی مجھ پولوس نے ایک یا دو بار

چاہا کہ تمہارے پاس آوین ۲ تھسلو ۲/۱۸ پس اسطرح یہ آیت ہم انسان کو اپنی

صورت اور اپنی مانند بناوین یہی معنی رکھتی ہے مین انسان کو اپنی صورت اور

اپنی مانند بناؤن مین سے کے بجاے ہم کہا اور واحد کے بجاے جمع موافق عام

بول چال کے۔

دوسری آیت جو ہے آؤ ہم اوترین اور اونکی بولی مین اختلاف ڈالین

لفظ آؤ کلمہ خطاب ہے اور مثل پیدایش ۳/۲۲ کے خداوند یہواہ فرشتون کو خطاب

کرتا ہے پس اس ہم مین خدا اور فرشتے دونون شامل ہین تیسری آیت مین

کسکو بھیجون اور ہماری طرف سے کون جاے گا لفظ ہمارے مین تمام گروہ

فرشتونکا بھی داخل ہے جو آسمانی مشورت مین شریک تھی۔ ان آیات کے یہ

معنی بلا تکلف پیدا ہوتے ہین ان مین کوئی اسرار مخفی نہین نہ کوئی پردہ تثلیث

و تربیع حائل ہے ابتدا سے توحید کا نقارہ بج رہا ہے صیغہ جمع مین بھی توحید ہے اور

صیغہ واحد مین بھی۔

(۲) ضعف دلیل تثلیث یہ تثلیثی بحث ایسی رکیک ہے کہ اس لائق

نہین کہ اوسکی تردید بھی کیجاوے پر ہمین تو منظور ہے کہ ہر ٹھوکر کو جو خدا کے کلام

سمجھنے کے آگے رکھہ دی گئی ہو اوٹھا کر پھینک دین ان ضعیف ولائل رکیک

ایمان و ہوش کو سمجھا لے اور ہزار ون واحد صیغون کی صدا کو سنے اور
یادر کہے کہ شخص واحد مطلق بھی اپنے لئے صیغہ جمع کا استعمال کرتا ہے پس
توحید یون کو صیغہ جمع کا حل کر دینا اتنا مشکل ہی نہین ہے جتنا کسی واحد
توحیدی کو یہ کہدینا کہ ھم نے تثلیث کی بحث کو ترازو مین تولا اور کم پایا
مشکل ہے تو ہمارے تثلیثی بہائیون کو ہے اون کو چاہیئے کہ اپنے خیال کثرت
کو مدنظر رکھکر صیغہ واحد کے عقدے کو حل کرین کہ کیون کثرت آقانیم
نے قواعد صرف و نحو کو توڑ کر جمع کے واسطے کبہی بھی صیغہ واحد کا استعمال
کیا دیکہو مشکل کسکو ہے توحیدی کو یا تثلیثی کو۔

پس بہائیو خدا کے کلام سے اپنا معاملہ کر لو اپنی وقتون کو دیکہو اور
ہمارے امن کی قدر کرو کہ جیسا خدا نے کہدیا ہم مانتے ہین اور اونہین الفاظ
مین مانتے ہین اور انہین معنون مین جو اون الفاظ کے ہین۔

یہو واہ ہمارا الوہیم اکیلا یہواہ ہے کوئی خدا نہین مگر ایک ایک خدا
ہے جو باپ باپ اکیلا سچا خدا ہے بہلا کہو ہم کیسے بیٹے یا روح القدس
کو بہی اکیلا سچا خدا مانین کیونکر اونکو اکیلے سچے خدا کے ساتہہ معبود مانین جب
وہ کہہ رہا ہے۔ کوئی معبود میرے ساتہہ نہین۔

(۳) **خلاصہ بحث** انجام مین مین اس صیغہ جمع والی بحث کی تردید مین ایک گذارش کرتا ہون ناظرین بغور سنین اور ایسی تمام آیات کے مطالب کو بلا خیال توحید و تثلیث حل کر لین تمام زبانون کا قاعدہ ہے کہ شخص واحد اپنے لئے صیغہ جمع مثل ہم اور ہمارا وغیرہ استعمال کر سکتا ہے مگر کسی زبان کا قاعدہ نہین کہ کئی اشخاص یا آقانیم ملکر اپنے لئے کبھی صیغہ واحد مین و میرا وغیرہ استعمال کرین ایک شخص واحد مطلق کہہ سکتا ہے "ہم اس جلسہ مین شریک ہوے" مگر کئی اشخاص ملکر نہین کہہ سکتے "مین اس جلسہ مین شریک ہوا" پس جب ہم خدا کا کلام پڑھتے ہین تو باستثناے چند مقامات کے جنکا ذکر اس رسالہ مین ہوا تمام مقامات مین جنکا شمار ہزارون سے ہو سکتا ہے خدا قادر مطلق اپنے لئے ہمیشہ مین - میرا - مجھے - وغیرہ کے واحد صیغون سے کلام کرتا ہے جو وہ کبھی نکرتا اگر اوسے اپنی ذات واحد فی الکثرت کے اظہار کی رعایت منظور ہوتی جیساکہ بعض مقامات سے تثلیثی بہائی اس قسم کی اظہار کی ضرورت اخذ کرتے ہین پس ہر ذی ہوش کا فرض ہے کہ وہ ان واحد صیغون کی بنا پر اپنے خدا کو واحد مطلق جانے - اس مین کثرت آقانیم کا وہم کبھی نکرے کیونکہ کئی آقانیم موافق قاعدہ زبان کے اپنے لئے کبھی صیغہ واحد استعمال نہین کر سکتے تھے اور جب دو چار مقامات ایسے ملین جہان خدائے واحد اپنے لئے صیغہ واحد کے جگہہ صیغہ جمع لاتا ہے تو وہان وہ اپنے

یہوا الوہیم نے کہا کہ دیکھو انسان نیک و بد کی پہچان مین ہم مین سے ایک کی مانند ہو گیا۔ (بعض یہود نے جو اسکی شرح یون کی ہے کہ اسم ضمیر ہم مین ساتھ خدا کے فرشتے بھی شامل ہین نا درست مطلق ہے اول اسلئے کہ متن کلام کہین آگے پیچھے ان فرشتون کو نہین دکھلاتا جو مرجوع اس ضمیر کا ٹھہرائے جائین اور بدون نشان وہی اپنے مرجوع کے اسم ضمیر خبط پیدا کرتا ہے اور کلام کو مبہم ٹھہراتا دویم وہ فرشتے مفروضہ علم بدیکا ازلی رکھتے ہین یا کسی اگر کہو کہ ازلی رکھتے ہین تو مخلوق کیونکر ٹھہرے وگر کسبی تو صحبت اقدس الٰہی کے لائق کیونکر ٹھہر سکے۔ سر سید احمد خان بہادر جو جملہ ہمنو کے معنی بجاے ہم مین سے کے ان مین سے کرتے ہین اور مرجوع ان کا آدم ہاے طبقہ ماقبل آدم معروف کو بتاتے سو متن تو بر کنار وہ کہین جیالجی یا کسی اور سائنس یا تواریخ مین بھی نہین دکھلا سکتے لہذا یہ وسے بھی نامعقول تر معنی کرتے ہین۔ پہر وہ جو سر سید احمد صاحب الوہیم مین جمع تعدیہ کے بجاے جمع تعظیمیہ بتلاتے یہ بھی نادرست مطلق ہے اسلئے کہ اسمار خاص مین تعظیم و تذلیل کو کہین اور کبھی گنجایش نہین ہوتی) اب اگر جناب آیت موصوف کے کچھ بہتر معنی کرکے نہ دکھلادین تو پہر فرمائین کہ یہ کیونکر کہسکتے ہین کہ عہد قدیم مین ہستی الٰہی کی کثرت فی الوحدت کہین نہین جبکہ مرجوع ہم کا اوسمین صاف رابع لبوے یہوا الوہیم کے ہے

A A thim

ونیاز۔ راقم عبداللہ آتھم

مسٹر آتھم صاحب کا خط

۱۰ نومبر ۱۸۹۳ء مقام امرت سر

کرم فرمائے من مسٹر اکبر مسیح صاحب۔ بعد ما وجب
جناب کا رسالہ مسمی بہ تائید التنقیح مجھے ملا مضمون اسکا بخوبی سمجھا
گیا واسطے تکلیف ارسال اور محبت سعی اصلاح کے جناب کا مین مشکور ہون
چند روز ہوئے جب مولوی عماد الدین صاحب ڈی ڈی دہلی
تشریف لے گئے تھے وہان ایک شخص مسمی بہ غضنفر مسیح صاحب اونسے
ملاقی ہوئے جو فرماتے تھے کہ آتھم کی کیا قدر و منزلت ہے جو اکبر مسیح صاحب
کے مقابل بحث کر سکے وہ اسکو ایک چٹکی مین اڑا دے سکتے ہین۔ مگر
مجھے جناب سے یہ امید نہین کہ اسقدر محبت دکھلا کر چٹکیون مین اڑا دینگے
انکا فرمانا شاید کسی معنون سے صحیح بھی گو ہو۔ لحاظ بر شرافت جناب ایک
سوال پیش کرتا ہون امید کہ توجہ فرما کر جواب سے ممنون فرماوینگے۔
وہو ہذا۔ کتاب پیدائش کے باب ۳۔ آیت ۲۲ مین جو یون لکھا ہے کہ

جو روایت آپنے سنی آپ اس احقر کے وجود سے اسکو بالکل بے تعلق کر دین (گو اس سے مجھکو تعجب بھی از حد ہے کیونکہ منتظر مسیح میرے مخالف ہین اونکو مجھسے کوئی ہمدردی نہین اور مجھکو بھی پیر مغان وغیرہ کہہ چکے ہین) سچائیان چٹکیون مین نہین اڑ سکتین غالباً یہ منتظر مسیح صاحب کا ایک چٹکلا تھا

جو سوال آپنے ارشاد فرمایا ہے اسکی نسبت یہ عرض ہے کہ آپکے ان خیالات سے آپکے تصنیفات کے ذریعہ مین آگاہ ہو چکا ہون اور انکو قابل جواب بھی سمجھ چکا ہون چنانچہ مین نے ایک مفصل رسالہ بنام الوہیم لکھا ہے وہ اسوقت تک چھپا نہین عنقریب شایع ہوگا اسمین اپنی دانست مین مین نے اس سوال کے ہر پہلو پر آپ کے خیالات پر اپنی راے ناقص عرض کر دی ہے اگر اسکے طبع ہونے مین زیادہ تاخیر ہوگی تو اگر مناسب ہوگا تو اوس حصہ کو نقل کروا کر کسی وقت آپکے ملاحظہ کے لئے ارسال کرون گا اور آپ سے مراسلت کی عزت مین خاص اسوجہ سے حاصل نہین کر سکتا کہ آپ بوجہ ضعف و ناتوانی جسمانی کے جس سے پارسال آپنے مجھکو مطلع فرمایا تھا اس دردسری کے متحمل نہین ہو سکتے ورنہ مین ایسے بزرگ سے مستفید ہونے مین سر مو تامل نکرتا مگر مجھکو جناب کی تکلیف کا لحاظ ضرور ہے کیونکہ اوس زمانہ مین بھی سلسلہ مراسلت انہین وجوہ سے بند ہو گیا تھا میرا مسیحی دا قبول ہو

احقر العباد اکبر مسیح"

جواب منجانب اکبر مسیح

درج پانیر ۱۳ نومبر ۹۳ء

میرے بزرگ جناب آتھم صاحب

آپکے کرمنامہ نے عزت بخشی مگر عنوان مضمون سے کچھ رنج ہوا منظر مسیح صاحب سے جنکے اکثر مراسلات نور افشان مین ہملوگون کے خلاف درج ہو چکے ہین مجھکو مطلق تعارف حاصل نہین ہے نہ ونکے اقوال کا مین جوابدہ ہون مین اپنے دلکی آپکو سناتا ہون ایسے گستاخانہ قول کا گذر میرے لب پر کیا دلمین بھی نہین ہو سکتا مین آپکو بزرگ سمجھتا ہون آپ ہماری قوم کے فخر ہین۔ مین ایک ادنی مجہول شخص میری کیا بساط کہ مین آپ سے یا کسی اور بزرگ سے مقابلہ کرون میری غرض کسی سے مخالفت کرنے کی نہین مگر انسان بالطبع آزاد ہے جو خیالات میرے ہین مین انکا معتقد ہون اور انکا اظہار کرتا ہون جو صاحبان میرے اصلاح کے غرض سے میری تردید فرماتے ہین مین انکا تہ دلسے مشکور ہون آپ تو درحقیقت اس قسم کے ہین کہ برسون قدمون پر بیٹھکر آپسے مین سچا مسیحی عرفان حاصل کر سکتا ہون مگر خدا نے کوئی حقیقت مجھ پر بھی منکشف کی ہے اسکو مین کاہل خدمتگار کی طرح رومال مین باندہ کر دبا رکھنا نہین چاہتا پس ڈاکٹر عماد الدین کی زبانی

کا ایک مشہور و معروف فرقہ ایسا تھا جو موسیٰ کی کتابوں کو تو الہامی تسلیم کرتا تھا مگر حیات آیندہ کا بالکل منکر تھا۔ اور اوس فرقہ کا نام صدوقی فرقہ ہے۔ اسی طرح سے مسئلہ تعلیم تثلیث بھی عہد عتیق میں موجود ہے جو بعض مقاموں کے بیانات سے مفہوم ہوتا ہے مگر اوسکا صاف و صریح بیان بطور تعریف کے نہیں پایا جاتا ہے۔ لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ عہد عتیق میں کوئی ایسا بیان نہیں ہے جو مسئلہ تثلیث کا مبائن و معارض ہو بلکہ بہت سے مقام تو عہد عتیق میں ایسے ہیں جنکا سمجھنا بلا مسئلہ تثلیث نہایت مشکل ہے۔ ان مقاموں کو جب ہم تعلیم تثلیث کی عینک لگا کر دیکھتے ہیں تو فوراً ہماری سمجھ میں آجاتے ہیں اوکی تاریکی کو آفتاب تثلیث اپنے پر تو نور سے فوراً دور کر دیتا ہے اور ایسا شک کافور ہو جاتا ہے۔ یہ امر غیر ممکن ہے کہ ہم اس رسالہ میں اون مقامات کا بہ توسیع بیان کریں مگر ہاں دو ایک مقاموں کا ہم مختصراً ذکر اوسوقت کرینگے جب ہم پہلے اس تعلیم افضل کا باقاعدہ ثبوت دے لینگے۔

سنئے طریق استدلال یہ ہے۔ خدا کی نسبت کتاب مقدس میں اکثر یہ ذکر پایا جاتا ہے کہ وہ واحد ہے اور ساری کتاب میں طریق خطاب سے بھی مفہوم ہوتا ہے کہ وہ واحد ہی ہے۔ اسلئے ہر تعلیم جس میں خدا کی وحدانیت کا اقرار نہو وہ پاک کتاب کی تعلیم نہیں ہو سکتی۔ اور ہم پاک نوشتوں میں یہ بھی دیکھتے ہیں کہ مسیح کا ذکر اسطور سے ہوا ہے کہ وہ الوہیت رکھتا ہے اور اگر مسیح

خدا پرستی کا مسئلہ بھی ناقص و نامکمل ہے اور جسکا بیان ہم اوپر کر آئے ہین کہ خالص خدا پرستی کے معتقدان کو بھی ضرور ہے کہ اس تعلیم و مسئلہ تثلیث کو تسلیم کرین ورنہ توحید پرستی و الحاد مین دراصل کچھ بھی فرق نہین رہجاتا ہے۔ محض امتیاز لفظی ہی ہو جاتا ہے اوسکے تعریف تک بھی کتاب مقدس مین پائی جاے۔ یہ کیا بات ہے۔؟۔

لیکن اے ناظرین کتاب اگر ہم بنظر غور کلام خدا کے عام دستور اور معمولی قاعدہ اور ڈھنگ کو دیکھین تو کوئی تعجب اور حیرت انگیزی کی بات نہین ہے کیونکہ جو کچھ انسان کے معمولی فرایض سے تعلق ہے وہ تو سب کا سب صاف صاف آئینہ سان پاک نوشتون مین درج کیا ہوا ملتا ہے مگر کل معاملات نظری و ذہنی کی یہ کیفیت ہے کہ اونکا بیان بہ توضیح و تصریح نہین کیا گیا ہے بلکہ وہ اسطور پر چھوڑے گئے ہین کہ انسان اونکو معاملات امری و واقعی سے اخذ کرلے جیسا کہ ہم اس عالم مین دیکھتے ہین کہ کل علمی اصول خواہ وہ علم طبعیات کے متعلق ہون خواہ علم ہندسہ کے وہ سب کے سب معاملات امری و واقعی سے نظارات فلکی یا ارضی کے دیکھنے سے بطور نتیجہ اخذ کئے جاتے ہین۔

حضرت موسیٰ کی پانچ کتابون مین جنکو توراۃ کہتے ہین حیات آیندہ کا صاف بیان تو کیا بلکہ مشکل سے اوسکا اشارہ بھی شاید کہین ہی پایا جاتا ہو اور وہ بھی اسقدر تیرہ و تاریک کہ خداوند یسوع مسیح کی عین حیات مین بھی یہودیون

یہ سب جانتے ہین کہ آفتاب ایک جرم سماوی ہے مگر روشنی و گرمی اور کیمیائی عمل کا بھی منبع و سرچشمہ ہے لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ یہ تمثیلین اور نظرین جو ہمنے اوپر دی ہین صرف اوسی ایک خاص بات کی تصریح و توضیح کے لیے مقرر ہوسکتی ہین جسکے لیے موجد نے اونکو ایجاد کیا ہے (ان تمثیلون اور نظیرون کی حقیقت رسالہ ماخذ تثلیث مولفہ ڈاکٹر شایق مین ظاہر کردی گئی ہے ناظرین اسکے بھی سیر فرماوین)۔

ہمارا دعوی تو یہی ہے کہ کوئی مسئلہ کتابی مسئلہ نہین ہوسکتا جو بصراحت تمام کتابی الفاظ مین ادا نہو سکے اور اسلیئے کوئی اس قسم کا مسئلہ ایمان اور نجات کے واسطے لازمی بھی نہین ٹھہر سکتا۔

پس قطع نظر اسکے کہ مسئلہ تثلیث توحید کی مخالفت و ضد مین ہے ہمارے مخالفون پر بھی یہ بات صاف ظاہر ہے کہ پاک نوشتون مین اس تعلیم تثلیث کی کوئی تعریف نہین پائی جاتی ہے "تین گواہون والی جو ایک آیت متضمن تعریف تثلیث ترجمون مین پائی جاتی ہے اسکے الفاظ اصلی و صحیح نہین" یا دوسرے الفاظ مین جعلی و مصنوعی و باطل ہین۔

ہم حیرت سے دیکھتے ہین کہ وہی تعلیم جسکی پاک نوشتون مین کوئی تعریف نہین پائی جاتی "اور جسکے نامزد کرنے کے لیے کوئی لفظ بھی بائبل شریف کے کسی مقام مین نہین پایا جاتا" دین عیسوی کی ایسی ضروری اور اصل الاصولی

خدا نہین ہے تو ایسا کلام جو اوسکے نسبت کلام خدا مین آیا ہے صاف
کلمات کفر مین داخل ہو جاتا ہے اور روح القدس کا ذکر بھی چند مقامات
مین اسطور پر آیا ہے جس سے اوسکی اُلوہیت اور شخصیت دونون صاف
صاف ثابت ہوتی ہین اور نیز بہت سے ایسے مقامات بھی پاک نوشتون
مین ملتے ہین جنسے ہمکو صاف صاف اسبات کی سخت ممانعت ہے کہ ہم
ابن کو باپ یا روح القدس کے ساتھہ یکسان کر دین۔
پس ہم مجبور ہین کہ تینون کی الوہیت و شخصیت کو تسلیم کرین اور یہ بھی
اقرار کرین کہ خدا واحد ہے۔

بادی النظر مین تو یہ تباین و تناقص سا معلوم ہوتا ہے مگر در حقیقت
یہ بات نہین ہے۔ جب ہم بخوبی غور کرتے ہین تو ہمکو صاف معلوم ہو جاتا ہے
اگرچہ ایک ہی شے ایک ہی وقت مین ایک ہی بات کی نسبت ایک اور
تین نہین ہو سکتی ہے تو بھی وہ مختلف اشیا کی نسبت ایک اور تین
ہو سکتی ہے واضح ہو کہ اور لوگون کے دلو نپر اسی بات کے نقش کرنے کے
لئے ناقص و ناکمل نظیرین اور تمثیلین بھی ایجاد کی گئی ہین جنسے تعلیم تثلیث انکے
ذہن مین آجاسے مثلاً تیپتیا گھاس کی نظیر جو کہ بحیثیت پتی کے تو ایک
ہے مگر بحیثیت پتی کی نوک کے وہ تین ہے اور نیز آفتاب کی نظیر جو بہ حیثیت
جرم فلکی کے تو ایک ہے مگر بحیثیت نور و حدت و منبع کیمیائی عمل کے وہ تین ہے

یہ تعمیر بے بنیاد ہے یہ قیاس بے اساس ہے۔ یا ہم دہوکے مین ہین اسکی
بنیاد تو ہے ماخذ تثلیث دیکھو مگر وہ بنیاد نہین جو ہمکو بتلائی جاتی ہے بہرحال
ہم حیرت مین ہین اور ہمارے ساتھ ہمارے مخالفین بھی اقرار کرتے ہین
کہ "یہ بات بادی النظر مین (ناظرین اس لفظ پر غور کرو) بڑی حیرت انگیز معلوم
ہوتی ہے کہ ایسی ضروری اور اصل الاصولی تعلیم جیسی کہ پاک تثلیث کی
ہے جسکے بغیر خالص خدا پرستی کا مسئلہ بھی ناکمل ہے اسکی تعریف تک بھی
کتاب مقدس مین نہ پائی جاسے یہ کیا بات ہے؟" ہان یہ وہی بات ہے
جو ہم کہا کرتے ہین۔ پر حامیان تثلیث اپنی اس ہوش ربا سوال کا یہ بے
قرار کرنے والا جواب دیتے ہین کہ "جو کچھ انسان کے معمولی فرایض سے تعلق
ہے وہ سب کا سب صاف صاف آئینہ سان پاک نوشتون مین درج کیا ہوا
ملتا ہے مگر کل معاملات نظری و ذہنی کی یہ کیفیت ہے کہ انکا بیان بہ توضیح
و تصریح نہین کیا گیا بلکہ وہ اسطور پر چھوڑے گئے ہین کہ انسان انکو معاملات
امری و واقعی سے اخذ کرے جیساکہ ہم اس عالم مین دیکھتے ہین کہ کل علمی اصول
خواہ علم طبیعات کے متعلق ہون خواہ وہ علم ہندسہ کے وہ سب کے سب
معاملات امری و واقعی سے نظرات فلکی یا ارضی کے دیکھنے سے بطور نتیجہ
اخذ کئے جاتے ہین . . . مسئلہ تثلیث بھی صاف صاف کلام خدا مین بیان
نہین کیا گیا ہے بلکہ بطور نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے" پس ثابت ہے کہ اگر یہ مسئلہ

تعلیم قرار دی گئی ہے کہ اسکی نسبت اس کتابی کمی کو پورا کرنے کے لئے کونسلون نے اوسکا نام وضع کیا اور سلسلہ وار لمبے طومارون مین اسکی صحیح و واضح تعریف بھی قلمبند کردی اور اس اختراعی نام و تعریف کی معیار پر مسیح یسوع کی اُمتی کی نجات کا تصفیہ اور اسکی حیات آخروی کا اندازہ کیا جاتا ہے حتیٰ کہ جو اس تعریف کا منکر یا اس نام کا مخالف ہوکر خداے واحد کی پرستش کرنا چاہیئے اسکی تکفیر کیجاتی ہے اسپر تبرا پڑہا جاتا ہے اور بڑی بڑی دینی تقریبون مین ایمانداروں کے مجمع کے روبرو روبہ مشرق خوشی و فخر سے یہ سنایا جاتا ہے اُس عقیدہ کو (جو نام و تعریف تثلیث پر مشتمل ہے) جو کوئی کامل اور بیداغ نگاہ نہ کہے وہ بیشک عذاب ابدی مین پڑے گا" قاتل خونریز کی گردن مارتے ہوے نرم دل جلاد کا ہاتھہ کانپ جاتا ہے مگر میری روح پر عذاب ابدی کا فتوی پیش از وقت سناتے ہوے میرے مسیحی بہائیون کی زبان لغزش نہین کھاتی بہائیو وقت سے پہلے انصاف مت کرو ھم کہتے تہے کہ بیبل شریف مین تعلیم تثلیث کا نام و نشان تک نہین ہے شکر خدا کا تم آج ہماری تصدیق کر کے کہتے ہو کہ ہان بیبل شریف مین نہ تثلیث کا نام ہے نہ اسکی کوئی تعریف اور ہر شے کا نشان اسکی تعریف ہی ہے ۔

متقدمین مین انسانی صنعتون کی سات عجائبات مشہور تھین ہم اسکو آٹھوین تصور کرتے ہین یہ بابل کے متعلق باغات سے زیادہ حیرت افزا ہے

یعنی دنیاوی چیزون کے دیکھنے سے اور اپنے اعضاء پر فکر کرنے سے
ہم معلوم کر لیتے ہین کہ فلان سے اور فلان عضو خدا وند خدا نے فلان مطلب
یا فلان ارادہ سے موجود کیا ہے" مگر تا ہم یہ آثار ارادہ ایسی کتاب ہے
جسکے حروف کئی طور پر پڑھے جاتے ہین اور اسکے کلمات طرح طرح کے
معنی دیتے ہین اور جب سے یہ زمین آدمیون سے آباد ہوئی اور جہانتک
جہان کا احوال دریافت ہوا ہے یون معلوم ہوا ہے کہ اس آثار ارادہ سے تمام
اہل عقل کبھی اکثر امور ضروری مین بھی متفق نہین ہوئی بلکہ ایک اہل عقل نے
ایک وقت مین آثار ارادہ کو ایک طرح پر سمجھا ہے دوسرے وقت مین دوسری
طرح" پس کہو کیا کوئی اس اختلاف یا تذبذب کے حالت مین رہ کر گنہگار
ہوا ہے؟ ہرگز نہین کیونکہ کل معاملات ذہنی و نظری کی یہ کیفیت ہے" اس
لئے کہ نتیجہ واحد ہوا اور یقینی خدا نے اپنا کلام عطا فرمایا اور ہمکو اپنے اپنے نتیجے
اخذ کرنے کے وقت مین نہین چھوڑا بلکہ اون تمام نتیجون کو جنکا نکالنا ضرور تھا
نکال کر نام و تعریف کے ساتھہ انسان کے معمولی فرائض کیطرح سب کا سب
صاف آئینہ سان پاک نوشتون مین درج کر دیا" کہ جو دوڑتا ہو پڑھ لے
اور جیسا عماد الدین صاحب فرماتے ہین ہمارے سب کے
لئے نہایت ضرور ہے کہ ہم اسے دریافت کرین کہ ہم خدا کو کیا سمجھین وہ
ایک ہے یا کئی ایک اسکی ذات کیسی ہے اور اسکے صفات کیا ہین"

"انسان کی معمولی فرایض سے تعلق ہوتا" تو وہ بھی سب کا سب صاف صاف آئینہ بیان پاک نوشتون مین درج کیا ہوا ملتا۔"

اے لوگو! سمجھو کیا ایمان "انسان کی معمولی فرایض" مین مقدم نہین؟ اور کیا خدا کی ذات کا یقینی علم ہمارے ایمان کا تاج نہین؟ پس اگر تثلیث خدا کی ذات کا علم ہے اور اس بغیر خدا پرستی کا مسئلہ بھی ناقص و نامکمل ہے تو کیون ذرہ بھر بھی انسان کے اون معمولی فرایض کے درمیان بھی جگہہ نہین پا سکتا "جو سب کے سب صاف آئینہ سان پاک نوشتون مین درج کئے ہوئے ملتے ہین"۔

اور آپنے جو اس مسئلہ کو اون "معاملات نظری و ذہنی" سے مشابہ کرکے اپنے دلکو تسکین دینا چاہی ہے جو "معاملات امری و واقعی سے نظرات فلکی یا ارضی کے دیکھنے سے بطور نتیجہ اخذ کئے جاتے ہین" یہ تسکین سراب کا دہوکہا ہے کیونکہ اس قسم کے نتیجہ اخذ کرنے مین غلطی کا ہمیشہ احتمال ہے اور ایک ہی وقت مین مختلف نتیجہ اخذ ہو سکتے ہین کیونکہ سب عقول مساوی و یکسان نہین ہر شخص اپنے فہم کے موافق اپنے لئے کوئی نتیجہ اخذ کر لیتا ہے مگر اس قسم کے نتیجون کو سچ یا جہوٹہہ سمجھنا نجات کیا بلکہ حیات دنیاوی کے لئے بھی لازمی نہین ہو سکتا ڈاکٹر عماد الدین صاحب ہدایت المسلمین ص ضرورت الہام مین فرماتے ہین کہ گو "آثار ارادہ جہان مین موجود ہین

سے کسیطرح متعلق سمجھنا عدماغ بیہودہ بخت و خیال باطل بست کا مصداق ہوتا ہے ہم حیرت مین ہین کہ اس دل و دماغ کے لوگون کی تسلی کیونکر اس خیال سے ہو سکتی ہے کہ صرف تعلیم و مسئلہ تثلیث ہی نہیں کہ وہ صاف صاف خدا کے کلام مین بیان نہین کیا گیا بلکہ بطور نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے لیکن تعلیم و مسئلہ حیات آیندہ بھی اسی طرح کا مسئلہ ہے اسکا بھی صاف صاف بیان بہ توضیح نہین ہوا یعنی صاف صاف بیان بہ توضیح بائبل کے صرف ایک حصہ یعنی توریت مین نہین ہوا علاوہ توریت کے دوسرے الہامی کتابون مین اسکا ذکر تام و معقول تعریف کے ساتھہ موجود ہے چنانچہ آپ فرماتے ہین حضرت موسی کی پانچ کتابون مین جنکو تورات کہتے ہین حیات آیندہ کا صاف صاف بیان تو کیا بلکہ مشکل سے اسکا اشارہ بھی شاید کہین ہی پایا جاتا ہو اور وہ بھی اسقدر تیرہ و تاریک کہ خداوند یسوع مسیح کے عین حیات مین بھی یہودیون کا ایک مشہور و معروف فرقہ ایسا تھا جو موسی کی کتابون کو تو الہامی تسلیم کرتا تھا مگر حیات آیندہ کا بالکل منکر تھا اسی طرح مسئلہ تعلیم تثلیث بھی عہد عتیق مین موجود ہے مگر اسکا صاف و صریح بیان بطور تعریف کے نہین پایا جاتا ہے" اور جو کچھہ آپ یہان عہد عتیق کے بارہ مین کہہ رہے ہین یاد رہے بصراحت تمام کل بیبل مقدس کے بارہ نسبت تثلیث کے فرما چکے ہین "تثلیث کا لفظ بیبل شریف کے کسی مقام مین نہین پایا جاتا" پاک نوشتون مین اس تعلیم کی کوئی تعریف نہین پائی جاتی ہے

اسی لیئے الہام کی نعمت ہمکو عطا ہوئی صلـا پس اگر پھر بھی ہم اونہیں پیچیدگیون مین مبتلا رہین اور سب سے اہم ترایمانی مسئلہ کے لیئے اپنے ظنی نتایج کے محتاج رہین تو واویلا ہے الہام پر واویلا ہے کلام پر۔

لیکن یہ زبردستی اور تحکم ہے کہ آپ اپنے اخذ کیئے ہوئے نتیجون پر میرے نجات کو منحصر سمجھین کیون میرے نتایج آپکے تکفیر کا باعث ہوون؟ کیا کسی اور کی عقل کی دم مین سرخاب کا پر کھنسا ہوا ہے؟ نہ میرے ذہنی اور عقلی اسلیئے ظنی نتایج آپکی نجات مین سد راہ ہو سکتے ہین اور نہ آپکے نتایج میری نجات کی راہ مین ہم دونون کی نجات خدا کے کلام پر منحصر مصنفان رموز العالمین کو اپنے چرچ کا عقیدہ یاد رکھنا چاہیئے "جو باتین کہ نجات کے لیئے ضروری ہین سو مقدس کتاب مین موجود ہین پس جو بات کہ اوسمین نہین ملتی یا اس سے ثابت نہین ہو سکتی سو کسی سے اس امر کی طلب نہ کیا چاہیئے کہ اوسے دین کا عقیدہ سمجھے یا نجات کے لیئے ضرور جانے" ۳۹ عقاید نمبر ۶- اور جس مسئلہ کی تعریف تک بھی کتاب مقدس مین نہ پائی جائے" نہ اسکا نام اوسکے کسی مقام مین" تو کوئی کیسے اوسے کتاب مقدس مین موجود یا اس سے ثابت سمجھے۔

پس اگر تمہارا عقیدہ حسب قول تمہارے "صاف صاف آیئنہ سان پاک نوشتون مین درج کیا ہوا" نہین ملتا تو اوسکی وقعت دوسرے معاملات نظری و ذہنی سے سر مو زیادہ نہین ہو سکتی اور اس مسئلہ کے ایمان کو انسان کے معمولی فرایض

کرنا بیجا ہے! بیجا ہے!! بیجا ہے!!! -

نہال سنگھ صاحب اپنے اس منطق کی تردید اپنے کاتہولک مخالف صاحب کے مقابلہ مین خود کردینگے آپ نے اپنے مناظرہ مین فرمایا تہا کہ مقدسہ مریم کی بیگناہی یعنی انکا مبراے داغ حمل ہونا قابل تسلیم نہین اسوجہ سے کہ کتاب مقدس مین اسکا ذکر نہین پایا جاتا" کاتہولک پہلوان اس منطق کے پیچ سے نہ چوکا اور کہنے لگا۔ کتاب مقدس مین اسکا ذکر ایسا مبہم نہین جیسا اور بہت سی باتون کا ہے جنہین جناب مانتے ہین چنانچہ نظیراً پیش کرتا ہون کہ انہین سے تعلیم تثلیث اور سبت کا ماننا ہے" تقریظ مولفہ صابر لکھنوی ص ۲۴ و ۲۶ [لہ] پادری صاحب اسکے جواب سے عاجز ہین یا تو مریم کو "مبراے داغ حمل" یعنی معصوم مطلق مثل مسیح کے تسلیم کرین یا تثلیث کو ترک کرین اور یا ہمارا جواب قبول کرین۔

پادری صاحب کی تقریر مذکورہ بالا کی وسعت استعمال لفظا اسی طرح سے عیاں ہے کہ گویا وہ یون کہنا چاہتے ہین "عہد عتیق و عہد جدید کی چہاپ چہٹہ کتابون مین جنکو بیبل کہتے ہین تثلیث کا صاف صاف بیان تو کیا بلکہ مشکل سے اسکا اشارہ بہی شاید کہین ہی پایا جاتا ہے اور وہ بہی اسقدر تیرہ و تاریک کہ خداوند یسوع مسیح کے عین حیات مین بہی اور آجتک یہودیونکے تمام فرقے اور عیسائیون کا ایک مشہور

[لہ] اس رسالہ کی بناپر مجہسے اور ایس ایف صانتوی صاحب صابر لکھنوی سے پروٹسٹنٹی اصول پر ایک تحریری بحث ہوئی تہی طرفین کی مراسلت رسالہ کی صورت مین مناظرہ سوسی کے نام سے شایع ہوگئے ہین۔ قیمت ۳۰ / ۰

لفظ اسی طرح پر غور کرو منطق آپکا یہ ہے کہ سب عیسائی موحد تو حید کے
مسئلہ حیات آیندہ کو مانتے ہین گو مسئلہ حیات آیندہ توریت مین نہین پس
کیون وہ مسئلہ تثلیث کو بھی نہ مانین گو وہ ساری بیبل مین نہین ہمکو معلمین ڈنوٹی
اسکول سے بہتر منطق کی توقع تھی۔ مگر ایماندار توحیدی اسکا بہت معقول جواب
دے گا کہ اول ہم مسئلہ حیات آیندہ کو صرف توریت کی بنا پر نہین مانتے اگر
صرف توریت ہی ایک کتاب الہامی ہمارے پاس ہوتی تو شاید ہم بھی صدوقی
ہوتے پس ہم تثلیث کو بھی نہین مان سکتے دوم مسئلہ حیات آیندہ کو اسلیے
مانتے ہین کہ اسکا صاف صاف بیان بہ توضیح انجیل شریف اور دوسرے انبیا
مین ہوا ہے جنکا ماننا ہمپر واجب ہے تم تو آپ کہتے ہو کہ تثلیث کا صاف صاف
بیان بیبل شریف کی کسی مقام مین نہین ہوا۔ پس ہم تثلیث کو کیونکر مانین۔ سوم
توریت مین تو مسئلہ حیات آیندہ کی نسبت صرف سکوت ہی ہوا ہے اس مین
کوئی امر اسکے مخالف نہین بیان ہوا پس توریت ضد مین دوسری کتب الہامی
کی نہین ہوسکتی۔ حالانکہ تمام کتب الہامی مین توحید کے مسئلہ کی توضیح و
تشریح ہو چکی اور تثلیث اسکی صریح ضد مین ہے۔ چہارم خداوند مسیح نے خود توریت
کے ایک مقام کو اپنی تفسیر کے ساتھ حیات آیندہ پر نص قرار دیا لوقا ۲۰ باب ۳۷ و ۳۸
اب تم دکھلاؤ کہ تثلیث پر اس قسم کی نص کس الہامی نبی یا رسول نے عہد عتیق
یا عہد جدید سے ہمارے روبرو پیش کی۔ پس حیات آیندہ و مسئلہ تثلیث کو مشابہ

واحد کو۔ اکیلا سچا خدا ماننا اور پھر اسی طرح بیٹے و روح القدس کو بھی فرداً فرداً اکیلا سچا
خدا ماننا ایک ہی بات ہے؟ اگر ہے تو لاریب کوئی تباین و تناقض نہین ہان
بادی النظر مین بھی نہین ورنہ وہی تباین و تناقض ہے جو نور و ظلمات مین۔
اور جو کچھ آپ درباب الوہیت مسیح و شخصیت و الوہیت روح القدس
دعوی کر رہے ہین اسکا تفصیلی جواب میرے رسالون مین ہو چکا جسکا جواب تا حال
آپکے اور دوسرے علمائے تثلیثی کے ذمہ باقی ہے۔
آپکا یہ فرمانا کہ بہت سے مقام عہد عتیق مین ایسے ہین جنکا سمجھنا
بلا مسئلہ تثلیث نہایت مشکل ہے اُن مقامون کو جب ہم تعلیم تثلیث کی عینک لگا کر دیکھتے
ہین تو فوراً ہمارے سمجھ مین آجاتے ہین اونکی تاریکی کو آفتاب تثلیث اپنے پرتو نور سے فوراً
دور کر دیتا ہے اور ابر شک کا فور ہو جاتا ہے“ مجھکو تو آجتک عہد عتیق مین ایسا
کوئی مقام نہین ملا جسکا سمجھنا بلا مسئلہ تثلیث نہایت کیا ذرہ بھی مشکل معلوم ہوتا
ہان مسئلہ تثلیث سارے عہد عتیق کی نظم کو پریشان اور اوسکے شیرازہ کو ابتر کر دینے
والا ہے بعض مقامات کے جو آپ کے خیال مین اس قسم کے تھے مین نے
اس رسالہ مین تو صحیح کر دکھائی اور مین اس شاہراہ مین بلا ”تعلیم تثلیث کی عینک“
کے دوڑا ہون۔ مگر آپ بتائین تو ”تعلیم تثلیث کی عینک“ کہان ملتی ہے؟ الہامی
کارخانون مین نبیون اور رسولون کی دوکانون مین اس عدیم النظیر کاریگری کی دم
جسکے سمائن بورڈ پر لکھا ہوا ہے ”اپنے آنکھون کے لئے انجن مجھسے مول لے

ومعروف فرقہ موجود ہے جو ان کتابون کو تو الہامی تسلیم کرتے ہین مگر تثلیث کے
بالکل منکر ہین" پس جو مناسبت حیات آیندہ کو توریت سے ہے اس سے بدرجہا
کمتر تثلیث کو تمام بیبل سے ہے پس تم ہی انصاف کرو واسے موسیٰ کی گدی پر بیٹھنے
والو ! توریت کے ماننے والون نے اگر حیات آیندہ سے انکار کیا تو وہ موسوی
دایرہ سے کب باہر سمجھے گئے ؟ کیا وہ صدوقی یعنی صادق نکہلاتے تھے ؟ کیا وہ
لوگ سردار کاہن اور کہرے ایماندار نہوتے تھے (اعمال ۵/۱۷) ؟ انکو کون بدعتی
کہتا تھا ؟ کون اون کو نجات سے محروم سمجھتا تھا اور نیز کب تیرا ٹہرایا جاتا تھا ؟ کیا وہ
یہودیون کی پروٹسٹنٹ نہ تھے ؟ پس اگر ہم بیچارے توحیدی خدائے واحد کی
پرستار بیبل شریف کو مان کر تمہاری تثلیث کے منکر ہین تو کیا جرم کرتے ہین ہماری
مقبول کتابون مین تم خود کہتے ہو اس مسئلہ کا صاف صاف بیان تو کیا بلکہ مشکل
سے اسکا اشارہ بھی شاید ہی کہین ہی پایا جاتا ہو اور وہ بھی اسقدر تیرہ و تاریک"
کیا ہمارے حق مین تمہاری راستبازی فقیہون اور فریسیون سے زیادہ نہونا چاہیے
؟ آپ کا یہ فرمانا کہ عہد عتیق مین کوئی ایسا بیان نہین ہے جو مسئلہ تثلیث کا مباین
و معارض ہو"۔ غالبًا خود آپکی نظر مین بڑے رتبہ کا سخن نہین ہے کیونکہ اتنا آپ بھی
اعتراف کرنے پر مجبور ہین کہ "تینون آقانیم کی الوہیت کو تسلیم کرنا اور یہ بھی اقرار کرنا
کہ خدا واحد ہے بادی النظر مین تو یہ تباین و تناقص سا معلوم ہوتا ہے" کیون
صاحب کیا "ایک ایک" اور "تین ایک" ایک ہی بات ہے ؟ کیا صرف باپ قنوم

تاکہ تو دیکھنے لگے (مکاشفہ ۳ باب ۱۸) ہمکو تو یہ عینک نہین ملتی انکے پاس تو ایک ہی عینک ہے وہی توحید کی عینک وہی اکیلے سچے خدا والی عینک یہ تثلیث کی عینک ہم کہان پاوین - ہان ہمکو اسکا بھی پتہ لگ گیا ہے وہ آتھاناسیس کا پیٹنٹ ہے جسکا بدل بازار الہام مین ایک خرمہرہ بھی گران سمجھا جاتا ہے کہو ہم اوسے کیون خریدین۔

۹ الہامی عجائب خانہ مین اوسکو لیکر کوئی اندر داخل نہین ہو سکتا اس الہامی عجائب خانہ کی سیر کرنیکے لئے الہامی عینک موضوع ہے -

پس جسکو آپ آفتاب تثلیث سمجھے ہوئے ہین یہ کرمک شب تاب ہے جو جاہلیت کے شب دیجور مین ٹمٹماتا تھا آفتاب الہام نصف النہار پر ہے طلوع خورشید توحید ہے اپنے رنگین عینکین اُتار و الہامی انجن لگاکر آنکھون دیکھو کہ تثلیث کا بطلان سب کا سب صاف صاف آئینہ سان پاک نوشتون مین درج کیا ہوا ملتا ہے"

اے کاش کہ تم سب اپنی اپنی عینکین اوتار لو اور اوس انجن سے اپنی آنکھون کو روشن کرو جو اوس دانا حکیم نے تیار کیا ہے جسکا پتہ یہ ہے کہ وہ دعا مین اپنے زبان اور تمہارے باپ اپنے خدا اور تمہارے خدا کو پکار پکار کر اکیلا سچا خدا کہہ رہا ہے -